۲۱- فائده

راہ حق لوگوں پر کیوں مخفی رہتی ہے؟

راہِ حق دن کی طرح روشن اور واضح ہے، لیکن اسکے باوجود بہت سے لوگوں پر مخفی رہتی ہے، اسکی وجہ کیا ہے؟ یہاں ہم اسی سوال کا جواب تلاش کریں گے، لیکن اس سے پہلے یہ بتلاتے چلیں کہ راہیں دو ہی ہیں: ایک حق، دوسری باطل لہٰذا حق کو تلاش کرنا اور اپنانا از حد ضروری ہے، ورنہ انسان باطل کا شکار ہو کر دنیا و آخرت کے خسارے سے دوچار ہو سکتا ہے، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

”إِنَّمَا ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُ مَنْ ثَقُلَتْ بِاتِّبَاعِهِمُ الْحَقَّ وَحُقَّ لِمِيْزَانٍ يُوْضَعُ فِيْهِ الْحَقُّ أَنْ يَثْقُلَ، وَإِنَّمَا خَفَّتْ مَوَازِيْنُ مَنْ خَفَّتْ بِاتِّبَاعِهِمُ الْبَاطِلَ وَحُقَّ لِمِيْزَانٍ يُوْضَعُ فِيْهِ الْبَاطِلُ أَنْ يَخِفَّ“

(جنکے نیکیوں کے پلڑے بھاری ہونگے اسکی وجہ یہ ہوگی کہ اُنہوں نے حق کی پیروی کی ہوگی کیونکہ جس ترازو میں حق رکھا جائے اُسکا حق ہے کہ بھاری ہو جائے، اور جنکے نیکیوں کے پلڑے ہلکے ہونگے، اسکی وجہ بھی یہی ہوگی کہ انہوں نے باطل کی پیروی کی ہوگی، کیونکہ جس ترازو میں باطل رکھا جائے اُسکا حق ہے کہ ہلکا اور بے وزن ہو جائے)۔

(معالم التنزیل للبغوی، سورۃ الأعراف آیت ۸، ۹)

ابنِ حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی انسان پر اللہ تعالیٰ کی افضل ترین نعمت یہ ہے کہ اسے طبعی طور پر عدل وانصاف کی محبت اور حق کو قبول کرنے کی صلاحیت سے نواز دے۔

(مداوۃ النفوس (۳۱)

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

حق کو پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی اصل فطرت کی طرف رجوع کرے (اگر وہ مکمل طور پر مسخ نہ ہو چکی ہو) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ﴾. (الروم/۳۰)

(اللہ کی فطرت (اختیار کرو) جس پر اُس نے لوگوں کو پیدا کیا، اللہ کی تخلیق میں تبدیلی نہیں ہو سکتی، یہی سیدھا دین ہے)

علماء کرام کہتے ہیں کہ اگر نفوس اپنی فطرت پر باقی رہیں تو وہ حق کے سوا کسی چیز پر راضی نہیں ہوتے، جبکہ حق بالکل واضح ہے اس میں کوئی ابہام نہیں

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "فَإِنَّ عَلَى الْحَقِّ نُوْرًا" "حق پر ایک نور ہوتا ہے" (مستدرک حاکم ۴/۴۶۰)

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

انسانی فطرت میں حق کی محبت رکھ دی گئی ہے لہٰذا باطل کے مقابلے میں حق فطری طور پر عزیز اور لذیذ تر ہوتا ہے، جبکہ باطل کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ رَبُّنَا الَّذِىْ اَعْطٰى كُلَّ شَىْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴾

(موسیٰ نے کہا) ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر شے کو اسکی شکل وصورت دی، پھر ہدایت دی)

یہاں ہدایت سے مراد فطری ہدایت ہے۔

ہدایت کی معرفت اور اُسکے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع و انابت بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَيَهْدِىْ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ﴾. (الشوریٰ/۱۳)

اور اللہ تعالیٰ اُسے ہدایت دیتا ہے جو اسکی طرف رجوع کرے"۔

اس طرح دُعا بھی معرفتِ حق کیلئے مددگار ہے، اور ہمیشہ ہر معاملے میں قرآنِ مجید اور سنتِ صحیحہ کی طرف رجوع بھی معرفتِ حق کی کنجی ہے۔

حق سے روکنے والی چیزیں

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

بہت سے چیزیں حق سے روکنے کا باعث ہیں، ذیل میں ایسے چند اسباب کا بیان ہے:

ا۔ جہالت

یہ بہت بڑی بیماری ہے جو حق کے راستے کا سب سے بڑا روڑا ہے۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے:''

﴿بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُم مُّعْرِضُونَ﴾. (الأنبياء / ٢٤)

(بلکہ ان میں سے اکثر حق کا علم نہیں رکھتے، لہٰذا وہ (اس سے) منہ پھیر لیتے ہیں)۔

جو شخص حق سے ناواقف ہو، وہی حق کا دشمن ہوتا ہے، علماء کرام کہتے ہیں: باطل انہی لوگوں میں رواج پاتا ہے جو کتاب وسنت کی نصوص اور صحابہ وسلف صالحین کے اقوال کا علم نہیں رکھتے، اور نہ ہی انہیں کتاب وسنت یا اقوالِ سلف کا کوئی پاس یا لحاظ ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''علمی وعملی طور پر اتباعِ سنت میں نقص کی بناء پر ہی کوئی شخص کسی بدعت میں مبتلا ہوتا ہے'' (شرح حدیث لا یزنی الزانی ص (۳۵)

کیونکہ جو شخص سنت سے واقف اور اس پر عامل ہو، اُسے بدعات سے کیا لینا دینا؟ بدعتوں کا شکار عموماً وہی لوگ ہوتے ہیں جو سنت سے جاہل ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ﴾ (یونس/۳۹)

(بلکہ انہوں نے ایسی چیز کو جھٹلایا جس کا وہ اپنے علم سے احاطہ نہ کر سکے اور ابھی تک اسکی حقیقت بھی اُن پر نہیں کھلی تھی)

ایک اور مقام پر فرمایا: ''﴿حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُم بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾'' (النمل/۸۴)

(حتیٰ کہ جب وہ سب (میدانِ محشر میں) آپہنچیں گے تو اللہ فرمائے گا: کیا تم نے میری آیات کو جھٹلایا تھا، جبکہ تم نے علم سے انکا احاطہ نہ کیا تھا، یا تم کیا کرتے رہے تھے؟)

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

علاوہ ازیں پوری سورۂ نمل اس بات کی دلیل ہے کہ جہالت انسان کیلئے حق سے رکاوٹ کا باعث ہے۔

۲۔حق کو مشکل اور پیچیدہ سمجھنا

بہت سے لوگ حق کو انتہائی مشکل اور پیچیدہ سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ صرف مجتہد مطلق ہی حق کو پہچان سکتا ہے، اور پھر اجتہاد مطلق کیلئے ایسی ایسی شرائط بیان کرتے ہیں جو باقی صحابہ کرام تو در کنار شاید ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما میں بھی نہ پائی جاتی ہوں، لہٰذا ایسے لوگ حق کو پہچاننے کی کوشش ہی نہیں کرتے، حالانکہ حق بالکل واضح ہے اور خصوصاً ہمارے موجودہ زمانے میں تو اجتہاد کے اسباب بھی میسر ہیں اسی معنٰی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''وَقَالُوا قُلُوبُنَا فِي أَكِنَّةٍ مِمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ وَفِي آذَانِنَا وَقْرٌ وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ إِنَّنَا عَامِلُونَ'' (حٰم السجدہ/۵)

(اور کہتے کہ جس چیز کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اس سے ہمارے دل پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ (یعنی بہرا پن) ہے اور ہمارے اور تیرے درمیان ایک پردہ ہے، لہٰذا تو (اپنا) کام کر، بلاشبہ ہم (اپنا) کام کرنیوالے ہیں)۔

یہ کہنا کہ حق پیچیدہ اور پوشیدہ ہے اسے تمام لوگ نہیں جان سکتے، یہ تو مشرکین کی بات ہے جو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے حق سننے کے بعد کہی، آجکل کے مقلدین بھی یہی کہتے ہیں کہ حق کو پہچاننا عام لوگوں کیلئے بہت مشکل ہے، صرف مجتہد مطلق ہی اسے سمجھ سکتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ'' (القمر/۱۷)

(اور بلاشبہ ہم نے قرآن کو نصیحت کیلئے آسان بنادیا ہے)

اگر قرآن حکیم کو سمجھنا مشکل ہے تو اس سے نصیحت کرنا کیونکر آسان ہو سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ شیطان نے اس خیالی شبہے کی بنیاد پر بہت سے لوگوں کو حق سے دور کر رکھا ہے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

۴۔حق کی طلب اور تلاش میں کوتاہی

بہت سے لوگ اپنے حال میں مست رہتے ہیں اور تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھتے ،بعض اوقات اُنکے کانوں میں مخالفین کی آواز بھی پڑتی ہے کہ بھائی! آپ حق پر نہیں لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہوتے اور اپنے احوال وعقائد کا جائزہ نہیں لیتے ،حالانکہ عین ممکن ہے کہ مخالف کی بات درست ہو۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ﴾ . (طٰہٰ /۱۲۳۔۱۲۶)

(پھر جب تمہارے پاس میری ہدایت پہنچے تو جس نے میری ہدایت کی پیروی کی ،تو وہ نہ گمراہ ہوگا اور نہ مشقت میں پڑے گا ،اور جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا تو بلاشبہ اُسکی زندگی تنگ ہوگی اور روزِ قیامت ہم اُسے اندھا کرکر کے اٹھائیں گے ، وہ کہے گا : اے میرے رب ! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا ؟ جبکہ میں تو (دنیا میں) خوب دیکھنے والا تھا ارشاد ہوگا: اسی طرح تیرے پاس ہماری آیات آئیں ،تو تو نے اُنہیں بھلا دیا اور اس طرح آج تجھے بھی بھلا دیا جائیگا)

انہی آیات کی بنیاد پر ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو شخص قرآن مجید پڑھے اور اس پر عمل پیرا ہوا، اللہ تعالیٰ دُنیا میں اسے گمراہی سے بچا کر ہدایت اور آخرت میں بدبختی سے نجات دیکر سعادت سے سرفراز فرمائے گا۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں تحقیق کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ''فَتَبَيَّنُوا '' (الحجرات) ''تو تحقیق کرلیا کرو''

ایک حدیث میں آتا ہے: جو شخص قرآن کے سوا کسی اور چیز میں ہدایت تلاش کریگا، اللہ تعالیٰ

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اُسے گمراہ کردے گا۔

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَعَامَّةُ مَنْ ضَلَّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ فَإِنَّمَا هُوَ لِتَفْرِيْطِهِ أَوْ عِجْزٍ عَنْ مَعْرِفَةِ الْحَقِّ فِيْ اِتِّبَاعِ مَا جَاءَ بِهِ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَرَكِ النَّظَرِ وَالْإِسْتِدْلَالِ الْمُوْصِلِ إِلٰى مَعْرِفَتِهِ وَلَمَّا أَعْرَضُوْا عَنْ كِتَابِ اللّٰهِ ضَلُّوْا" (درء تعارض العقل والنقل ١/٥٤)

(عام طور پر اس حوالے سے لوگوں کی گمراہی کا سبب اُنکی کوتاہی ہے، یا پھر اسکی وجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دینِ حق کی معرفت سے عاجز ہونا، غور وفکر اور استدلال کی خداداد صلاحیتوں کو استعمال نہ کرنا بھی ہوسکتی ہے کہ جنکے نتیجے میں انسان حق کی معرفت حاصل کرسکتا ہے، تو کیونکہ انہوں نے کتاب اللہ سے اعراض کیا، لہٰذا گمراہی انکا مقدر بنی)

نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جو شخص پانچ اوصاف کا حامل ہو، وہ حق کو پالیتا ہے: ان میں اہم ترین اخلاق، صحیح فہم اور انصاف ہیں، جبکہ چوتھا وصف جو بہت کم ہی کسی میں پایا جاتا ہے، وہ ہے معرفتِ کی حرص اور شدت کیساتھ حق کی طرف دعوت دینا۔اھ

آپ ایک یہودی یا عیسائی کو دیکھیں گے کہ حق واضح ہونے کے باجود وہ دلائل حق پر غور و فکر نہیں کرتا، اور عام طور پر بدعتی، گمراہ اور مقلد لوگوں کا یہ حال ہوتا ہے، یہ لوگ بھی حق کی طرف نظرِ التفات ڈالنا گوارا نہیں کرتے اور تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھتے، حالانکہ اگر یہ لوگ کوشش کرتے تو ضرورت حق کو پالیتے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَ إِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾.

(العنكبوت/٦٩)

(اور جن لوگوں نے ہمارے بارے میں پوری کوشش کی، ہم ضرور ہی انہیں اپنے راستے

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

دکھادیں گے اور بلا شبہ اللہ تعالیٰ محسنین کیساتھ ہے)

۴۔ لوگوں کا خوف

یہ بھی راہ حق کی بہت بڑی رکاوٹ ہے کیونکہ بہت سے لوگ کو پہچاننے کے باجود اسکی پیروی صرف اس لیے نہیں کرتے کہ انہیں اپنی جان و مال یا دنیاوی شان وشوکت کے زائل ہوجانے کا خطرہ ہوتا ہے، یا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حق کو قبول کرنے پر اہلِ باطل اُنھیں بُرا بھلا کہیں گے یا ان سے لڑائی جھگڑا کریں گے۔

جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿ اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِيْ ﴾

(المائدة/۳)

(آج وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا تمہارے دین سے مایوس ہوگئے، تو تم اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو)

نیز فرمایا: ﴿ فَمَا آمَنَ لِمُوْسٰى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ﴾ الآية "(یونس/۸۳)

(چنانچہ موسیٰ پر اس کی قوم کے چند نوجوانوں کے سوا کوئی بھی ایمان نہ لایا، فرعون اور ان کے سرداروں کے خوف کہ باوجود کہ وہ انہیں آزمائش میں ڈال دے گا)

پھر جب اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کردیا تو موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں قبولیت حق کا داعیہ پیدا ہوا اور بہت سے لوگ ایمان لے آئے۔

روم کے بادشاہ ہرقل نے بھی حق دریافت کرلیا تھا لیکن رومیوں کے خوف نے اُسے حق قبول کرنے سے باز رکھا، جیسا کہ بخاری (۱/۵) میں مذکور ہے۔

اس رکاوٹ کا علاج یہ ہے کہ انسان رب تعالیٰ پر توکل کرے اور یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ راہِ حق پر اُسکی مدد فرمائے گا، اور یہ سوچے کہ جب اللہ تعالیٰ نے باطل پر رہتے ہوئے بھی

اُسے ضائع نہیں کیا تو حق پر گامزن ہونے کے بعد کیونکر ضائع اور رسوا کرسکتا ہے، اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:''

﴿ وَقَالُوْا إِنْ نَتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ أَرْضِنَا أَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَهُمْ حَرَمًا آمِنًا ﴾ الآية .(القصص/۵۷)

(وہ (مشرکین مکہ) کہتے ہیں: اگر ہم نے تیرے ساتھ ہدایت کی پیروی کی تو ہمیں ہماری زمین سے اچک لیا جائیگا، کیا ہم نے انہیں پرامن حرم میں جگہ نہیں دی)

یعنی جب انکے کفر کے باوجود ہم نے انہیں پرامن جگہ اور پھلوں سے نوازا تو اگر وہ مجھ پر اور میرے رسول پر ایمان لائیں گے تو کیا میں انہیں بے یارومددگار چھوڑ دونگا؟

۵۔ جاہ ومنصب کی محبت

آپ دیکھیں گے بہت سے علماء اور عہدہ ومنصب کے حاملین حق کو پہچاننے کے باوجود اسے تسلیم نہیں کرتے، تا کہ انکے مناصب برقرار رہیں، بلکہ حق قبول کرنا تو درکنار یہ لوگ حق کی مخالفت کرتے اور اس سے بغض رکھتے ہیں کیونکہ حق انکی خواہشات کی راہ میں حائل ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ وَلَا تَشْتَرُوْا بِآيَاتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ﴾ .(البقرة/۴۱)

''اور میری آیتوں کو تھوڑی قیمت میں مت بیچو''

مفسرین فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے احبار ورھبان کیلئے لوگوں کے ہاں ماہانے، سالانے، اور نذرانے مقرر تھے لہٰذا اگر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے تو انہیں ان سے محرومی کا حد شبہ تھا۔

یہود کہتے تھے: ہم تو قیادت کے منصب پر فائز تھے، تو کیا اب ہم دُم بن جائیں؟ (یعنی تابع)۔

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ ابوجہل اور اس جیسے دیگر متکبرین حق سے آگاہ تھے لیکن صرف اپنی سرداری کو بچانے کیلئے وہ حق کے خلاف نبرد آزما ہوئے، ابوجہل نے ایک موقع

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

پر کہا تھا کہ ہم اور بنو ہاشم تو ہم رتبہ تھے، اب وہ کہتے ہیں کہ ہم میں ایک نبی مبعوث ہو گیا ہے جسکی طرف وحی کی جاتی ہے بھلا اس بات کا مقابلہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ لہٰذا ہم اس پر ایمان لانے کے نہیں، ان جاہلوں کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ تمامتر عزت اور دنیا و آخرت کی سرداری اتباع حق میں مضمر ہے۔

۶۔تقلید

تقلید ایک موذی بیماری ہے جو بہت سے لوگوں کیلئے حق اور ہدایت سے رکاوٹ بنتی ہے، بلکہ عموماً کفار کو اسلام سے دور رکھنے والی چیز تقلید ہی ہے۔

اور فقہی مذاہب کو ماننے والے بھی بہت سے مسائل میں تقلید ہی کی وجہ سے حق سے دور رہتے ہیں اگر آپ تعصب کی عینک اتار کر تدبر سے کام لیں تو یہ حقیقت شک وشبہے سے بالاتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿بَلْ قَالُوْا إِنَّا وَجَدْنَا آبَائَنَا عَلٰى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلٰى آثَارِهِمْ مُهْتَدُوْنَ وَكَذٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا فِيْ قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيْرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَائَنَا عَلٰى أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلٰى آثَارِهِمْ مُقْتَدُوْنَ﴾ (الزخرف/۲۲۔۲۳)

(بلکہ اُنہوں نے کہا: بلاشبہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے پر پایا، اور بے شک ہم انہی کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں، اور اسی طرح آپ سے پہلے ہم نے جس بستی میں بھی کوئی ڈرانے والا بھیجا، تو انکے خوشحال لوگوں نے یہی کہا: بلاشبہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ایک طریقے پر پایا اور ہم تو اُنہی کے نقشِ قدم کی پیروی کرنے والے ہیں)۔

یہ لوگ باپ دادا کی تقلید کو ہدایت قرار دیتے تھے اور حق کو ترک کر چکے تھے جسکی پاداش میں اللہ عزوجل نے انہیں تباہ و برباد کر دیا۔

سلف نے مقلد کو "إِمَّعَـه" (بلا سوچے سمجھے ہر ایک کی رائے کو قبول کرنے والا) قرار دیا ہے جب کوئی مقلد تمام مسائل میں ایک خاص شخصیت کی تقلید کرتا ہے تو گویا لاشعوری طور پر

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

وہ اُسے معصوم قرار دے چکا ہوتا ہے، حالانکہ حق تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت پر منحصر ہے۔اور کسی کا یہ مقام کہاں؟

مجتہد پر تو ہر مسئلے میں خطا اور صواب دونوں باتوں کا احتمال ہوتا ہے۔

ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "اَلْمُقَلِّدُ رَاضٍ اَنْ يُّغْبَنَ عَقْلَهٗ"

"مقلد اپنی عقل کو کند کرنے پر راضی ہوتا ہے"

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فَإِنَّ التَّقْلِيْدَ لَا يُوْرِثُ إِلَّا بَلَادَةً" (منهاج السنة ٥/٢٨١)

"تقلید کے نتیجے میں کم عقلی ہی جنم لیتی ہے"

مقلد کے بارے میں ہمارا تجزیہ ہے کہ مقلد اپنی عقل وبصیرت سے فائدہ نہیں اٹھاتا لہذا اسکی عقل زائل ہوجاتی ہے، نورِ بصیرت بجھ جاتا ہے، وہ اپنے نفس کو بھی فراموش کردیتا ہے اور راہِ حق کو اپنانے کی بجائے پیٹھ پیچھے پھینک دیتا ہے۔

راہِ حق کی سب سے بڑی رکاوٹ تقلید ہے

اگر یقین نہ آئے تو تجربے کے طور پر متاخرین احناف کی کتب کا مطالعہ کیجئے کہ وہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو پیوند لگانے کیلئے کس کس طرح قرآن وحدیث کی نصوص میں تحریف کرتے ہیں، حالانکہ روزِ قیامت ابو حنیفہ رحمہ اللہ انہیں نفع پہنچانے پر قادر ہونگے نہ نقصان۔

وزیر بن ھبیرہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شیطان کی چالوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ معنوی بت کھڑے کرتا ہے جنہیں اللہ کے سوا پوجا جاتا ہے، مثلاً ایک شخص حق واضح ہوجانے کے باوجود کہتا ہے کہ یہ ہمارے مذہب کے مطابق نہیں ہے کیونکہ وہ اپنی کسی بڑی شخصیت کی تقلید میں گرفتار ہوتا ہے، اور اُس کے قول کو حق پر ترجیح دیتا ہے (لوامع الأنوار ٢/٤٦٥)

عبد القادر بن بدران الدمشقي رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

تقلید لوگوں کو حق سے دور کرتی اور باطل کو رواج دیتی ہے۔(المدخل/۴۹۵)
یاد رہے کہ کسی عالم کے فہم اور علم سے مدد لینا الگ چیز ہے اور تقلید ایک مختلف چیز لیکن مقلدین نہیں جانتے۔

۷۔خود پسندی کا شکار ہو جانا

خود پسندی کا معنی یہ ہے کہ انسان خود کو بڑی چیز سمجھے اور حق کی ضرورت نہ سمجھتے ہوئے اپنے پاس موجود کھوٹے سکوں پر اترانے لگے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:﴿ فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴾ (حم المؤمن ۸۳)
(پس جب کبھی ان کے پاس ان کے رسول کھلی نشانیاں لے کر آئے تو یہ اپنے پاس کے علم پر اترانے لگے، بالآخر جس چیز کو مذاق میں اڑا رہے تھے وہی ان پر الٹ پڑی)

حدیث میں آتا ہے: "إِذَا رَأَيْتَ هَوًى مُتَّبَعًا وَ شُحًّا مُطَاعًا وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ فَعَلَيْكَ بِخَاصَّةِ نَفْسِكَ "
(أخرجه أبو داؤد و الترمذی و الحکم و صححه و وافقه الذهبی)
"جب تم دیکھو کہ خواہشات نفس کی پیروی ہو رہی ہے، حرص کی اطاعت ہو رہی ہے، دنیا کو ترجیح دی جارہی ہے اور ہر رائے رکھنے والا اپنی اپنی رائے پر خود پسندی کا شکار ہے تو خاص اپنے نفس کو بچانے کی فکر کرنا"
(ابوداؤد، ترمذی، حاکم، امام حاکم نے اسے صحیح کہا اور ذہبی نے موافقت کی)۔

فضیل بن عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"لَوْ أَنَّ الْمُبْتَدِعَ تَوَاضَعَ لِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ لَا اتَّبَعَ وَمَا ابْتَدَعَ وَلَكِنَّهُ أُعْجِبَ بِرَأْيِهِ فَاقْتَدَى بِمَا اخْتَرَعَ" (التذکرة فی الوعظ/۹۷)
"اگر بدعتی شخص اللہ کی کتاب اور اسکے نبی کی سنت کیلئے تواضع اختیار کرتا تو انکی پیروی کرتا

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

بدعتوں میں نہ پڑتا، لیکن اس نے اپنی رائے کو بہتر سمجھا لہٰذا اپنی اختراعات کی اقتدا کی۔‘‘

ابن حبان اپنی کتاب ’’روضة العقلاء‘‘ میں فرماتے ہیں: کوئی شخص اُس وقت تک تکبر میں مبتلا نہیں ہوتا جب تک کہ وہ خود پسندی کا شکار نہ ہو اور خود کو دوسروں سے بہتر سمجھنے لگے۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب کوئی دل جہالت اور ظلم سے بھر جانے کے نتیجے میں خود پسندی اور سرکشی کا شکار ہو جائے تو اُس سے تکبر ظاہر ہوتا ہے اور عبودیت و بندگی رخصت ہو جاتی ہے۔ (الروح ۲/۴۰۳)

۸۔ تکبر

یہ بھی راہِ حق سے رکاوٹ بن جاتا ہے، بلکہ حق سے عناد رکھنے والے تمام لوگ ہی تکبر میں مبتلا ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

’’سَاَصْرِفُ عَنْ آيَاتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ‘‘

(میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھوں گا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں، جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں) (الاعراف:۱۴۶)

یہی انکا عذاب ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’وَلِهٰذَا تَجِدُ الْيَهُوْدَ يُصَمِّمُوْنَ وَيُصِرُّوْنَ عَلٰى بَاطِلِهِمْ لِمَا فِيْ نُفُوْسِهِمْ مِنَ الْكِبْرِ وَالْحَسَدِ وَالْقَسْوَةِ‘‘ (نقض النطق/۳۷)

(اور اس لیے آپ یہود کو اپنے باطل پر پکا اور مُصر پائیں گے، کیونکہ انکے دلوں میں تکبر، حسد اور قساوت ہوتی ہے)۔

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں تکبر کی دو علامات بتلائی گئی ہیں:

حق کو جھٹلا دینا۔ اور لوگوں کو حقیر جاننا۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مشہور ہے کہ حق کڑوا ہوتا ہے، لیکن یہ اُس شخص کیلئے ہے جو اپنے نفس کا تزکیہ نہیں کر چکا ہوتا، کیونکہ جو شخص کامل ہو جائے تو حق میں لطف پاتا ہے اگر چہ وہ بوجھل اور ثقیل ہی کیوں نہ ہو۔

۹۔حسد

یہی وہ پہلا گناہ ہے جسکے ذریعے آسمان وزمین پر اللہ تعالیٰ کی پہلی نافرمانی کی گئی اور یہی یہود کا اصل مرض ہے جسکی وجہ سے وہ حق کو پہچاننے اور محمد کرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی جاننے کے باوجود ایمان نہیں لاتے، اس مرض نے بہت لوگوں کو تباہ کیا ہے، سورۂ یوسف کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ایک مہلک بیماری ہے جو شخص اس میں مبتلا ہوا اُسے حسد سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

یہ ایک بدترین اخلاق ہے جو اکثر اوقات طالب علموں اور علماءِ سوء کے درمیان پایا جاتا ہے۔

۱۰۔گروہ بندی، تنظیم سازی اور تنظیموں کی طرف نسبت رکھنا

موجودہ تنظیمیں بھی حق سے روکنے کا ایک ذریعہ ہیں، بلکہ ہر وہ حق جو تنظیم کی ترجیحات میں شامل نہ ہو، وہ انکے نزدیک مردود ہوتا ہے، یا اُسکی تاویل کی جاتی ہے، یا پھر اُسے منسوخ قرار دیکر فراموش کر دیا جاتا ہے(۱)، تنظیم سازی اور گروہ بندی کے بہت بُرے اثرات ہیں اور لوگوں میں ہم انکا مشاہدہ اور تجربہ کر چکے ہیں اور اسکی تردید بھی بارہا کر چکے ہیں۔

والحمد للہ۔

(تفصیل کیلئے دیکھئے ہمارا فتاوی الدین الخالص جلد نمبر (۶))

---

(۱) یا اسکے بارے میں مجرمانہ خاموشی برتی جاتی ہے، شریعت کے بڑے بڑے حقائق اگر تنظیم نے فراموش کر رکھے ہیں تو اسکا اصرار ہوتا ہے کہ ہمارے کارکن بھی اُن سے دور رہیں، یعنی لوگوں کو اللہ کی راہ

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

۱۱۔ گناہ

گناہوں کی بڑی نحوست ہوتی ہے، انکی وجہ سے دل پر زنگ لگ جاتا ہے، عقل اور بصیرت کمزور ہوجاتی ہے اور دل مردہ ہوتا ہے جسکی وجہ سے انسان حق سے دور ہوتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴾. (المطففين/١٤)

(ہرگز نہیں! بلکہ انکے دلوں پر انکے (برے) اعمال نے زنگ لگا دیا ہے)۔

نیز فرمایا: ﴿ أَوَلَمْ يَهْدِ لِلَّذِينَ يَرِثُونَ الْأَرْضَ مِن بَعْدِ أَهْلِهَا أَن لَّوْ نَشَاءُ أَصَبْنَاهُم بِذُنُوبِهِمْ وَنَطْبَعُ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴾ الاعراف (١٠٠)

(اور کیا ان لوگوں کو جو زمین کے وارث ہوئے وہاں کے لوگوں کی ہلاکت کے بعد (ان واقعات مذکورہ نے) یہ بات نہیں بتلائی کہ اگر ہم چاہیں تو ان کے جرائم کے سبب ان کو ہلاک کر ڈالیں اور ہم ان کے دلوں پر بند لگا دیں، پس وہ نہ سن سکیں)۔

اسی وجہ سے ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ بہت سے لوگ جو دینی کتاب کا ذوق اور علوم شریعہ کا علم بھی رکھتے ہیں لیکن حق سے عناد رکھتے ہیں، اسکا سبب کیا ہے؟ اسکا سبب یہی ہے کہ مسلسل گناہوں کے ارتکاب سے انکے دل آلودہ اور سخت ہوچکے ہوتے ہیں، علاوہ ازیں یہ

سے روکتے ہیں، اور ایک چھوٹی سی چیز، یا جزوی بات اگر انکے عمل کا حصہ ہے تو سارا زور اسی پر خرچ ہوتا ہے (واللہ المستعان)۔

لیکن اگر کوئی تنظیم خود کو الجماعۃ قرار نہیں دیتی، حق کو اپنے اندر ہی منحصر نہیں سمجھتی، اپنے کارکنوں کو دیگر افراد و جماعتوں کیساتھ نیکی کے کاموں سے نہیں روکتی، تنظیم کو محبت و نفرت کا معیار قرار نہیں دیتی۔ اور ایسی دیگر شروط کا خیال رکھتی ہے اور اپنے کارکنوں کی ان تمام باتوں پر تربیت کرتی ہے تو یقیناً ایسی تنظیم میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ہمارے ہاں عموماً ان شروط کو ملحوظ نہیں رکھا جاتا اس وجہ سے شیخ محترم نے جا بجا تنظیموں کو مذمت کی ہے۔ (مترجم)۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

لوگ تکبر میں بھی مبتلا ہوتے ہیں۔والعیاذ باللہ۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَلَمَّا زَاغُوْا أَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ﴾ (الصف/۵)

(پھر جب وہ ٹیڑھے ہوگئے تو اللہ نے انکے دل ٹیڑھے کردیئے)

۱۲۔اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دُعائیں نہ کرنا

بہت سے لوگوں کی گمراہی کا سبب یہ ہے کہ وہ اپنی عقل پر اعتماد کرتے ہوئے خودکو ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہدایت نہیں مانگتے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں ہر نماز میں ہدایت مانگنے کا سبق دیا ہے۔

فرمایا:"اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" (الفاتحہ/۶)

"اے اللہ ہمیں سیدھا راستہ دکھا"

ایک حدیث قدسی میں آتا ہے:

"يَا عِبَادِيْ كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُوْنِيْ أَهْدِكُمْ"

(اے میرے بندو! تم سب گمراہ سوائے اُسکے جسے میں ہدایت دوں، لہٰذا مجھ سے ہدایت طلب کرو، میں تمہیں ہدایت دونگا)

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز میں یہ دُعا پڑھتے تھے:

"اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ"

"(اے اللہ!) تو اپنے حکم سے مجھے حق کی اُن باتوں میں ہدایت نصیب فرما جن میں لوگ اختلاف کرتے ہیں"

لہٰذا حق کے طالب کو چاہیے کہ کثرت کیساتھ ہدایت کی دُعا مانگے۔

۱۳۔حق کی تبلیغ نہ کرنا

جب کوئی شخص لوگوں کو حق کی طرف نہیں بلاتا تو بعض اوقات وہ خود بھی حق سے محروم ہوجاتا

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ہے، لہٰذا جو شخص بھی حق آگاہ ہو اس پر فرض ہے کہ وہ دوسروں تک بھی کی دعوت پہنچائے۔
یہ بھی یہود کا اخلاق ہے کہ وہ علم کا بخل کرتے تھے، انکے حق میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
"﴿ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَ يَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ﴾" (النساء/۳۷)
"وہ لوگ جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں"

ابن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"مَنْ بَخِلَ بِالْعِلْمِ ابْتُلِيَ بِثَلَاثٍ : إِمَّا أَنْ يَمُوْتَ فَيَذْهَبَ عِلْمُهُ، أَوْ يَنْسَاهُ أَوْ يَتْبَعُ سُلْطَانًا" (الحاكم في تاريخه، الآداب الشرعية ١٨٦/١)
"جو شخص علم پر بخل کرے وہ تین باتوں میں مبتلا ہوتا ہے: یا تو مر جاتا ہے اور اسکا عمل بھی اُسکے ساتھ ہی رخصت ہو جاتا ہے، یا وہ اس علم کو بھول جاتا ہے یا پھر وہ بادشاہ کا دُم چھلا بن جاتا ہے"
ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص اپنے علم کو ذخیرہ کر کے رکھتا ہے، نہ تو اُسے نشر کرتا ہے اور نہ کسی کو تعلیم دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی "جیسا عمل ویسا بدلہ" کے تحت اُسے وہ علم بھلا دیتا ہے۔ حس اور وجود اس بات پر شاھد ہیں"۔
اور جو شخص دوسروں کی خیر خواہی اور ہدایت کیلئے کوشاں رہے اور اپنا علم دوسروں کو سکھائے تو اسکے لیے ہدایت کا دروازہ کُھل جاتا ہے اور ھادی و مھدی (لوگوں کو ہدایت دینے والا اور خود ہدایت یافتہ) بن جاتا ہے۔

۱۴۔ فہم کی قلت اور ادراک کا ضعف

بعض اوقات کم فہمی کی وجہ سے بھی انسان حق سے دور رہتا ہے۔

امام راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
جب کسی طالب علم کی عقل مکمل نہ ہو تو وہ بصیرت کا اندھا ہوتا ہے جو آنکھوں کے اندھے کے برابر ہے، اسکے علم میں وزن پیدا ہونے کی کوئی سبیل نہیں۔ (الذريعة /٢٦٣)

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

فہم کے اعتبار سے لوگ مختلف درجات پر ہوتے ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''إِلَّا فَهْمًا أُوتِيَهُ رَجُلٌ فِيْ كِتَابِ اللهِ''

(میرے پاس کوئی خصوصی علم نہیں) سوائے اُس فہم کے جو کسی آدمی کو کتاب اللہ میں عطاء ہوتی ہے)

آپ علیہ السلام نے ایک موقع پر ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ دُعا دی:

'' اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ''

''اے اللہ! اسے کتاب اور حکم سکھا''

ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بندے کا ذکر کیا جسے اللہ تعالی نے دنیا وآخرت میں اختیار دیا تو اُس بندے نے اُس چیز کو چُن لیا جو اللہ کے پاس ہے''۔

یہ سن کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رو پڑے (کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ آپ ﷺ کے دنیا سے رخصت ہونا کا وقت آ گیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ) ابو بکر ہم میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے تھے۔ (اس معنیٰ کی روایت بخاری میں مذکور ہے)

اگر آپ یہ کہیں کہ بہت سے ذہین وفطین لوگ بھی حق سے دور رہتے اور گمراہی کو اختیار کرتے ہیں اسکی کیا وجہ ہے؟۔

اسکے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ انکے دلوں میں موجود خبث وعناد اور تکبر نے انہیں راہِ حق سے محروم کر کے شر وفساد کی راہ پر گامزن کر دیا ہے۔

حصولِ علم اور ادارک کی صلاحیت ایک بہترین خوبی ہے لیکن اُس شخص کیلئے جو اسے خواہشات نفس سے ملوث نہ کرے۔

بلکہ صرف علم کا حاصل ہو جانا بھی ہدایت کو مستلزم نہیں۔

اسی وجہ سے بہت سے علماء بھی ہدایت سے کوسوں دور رہتے ہیں، کیونکہ ہدایت تو اللہ کے ہاتھ میں ہے جو صرف انابت اور رجوع کرنے والوں کو ملتی ہے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

۱۵- ماحول اور عادات کی اسیری

عموماً انسان اپنے ماحول سے متاثر ہوتا ہے اور اسکے علاقے اور قوم کے لوگوں کا طرز عمل اُسکے لیے باعث کشش ہوتا ہے اور یہی بات اکثر اوقات حق سے رکاوٹ بن جاتی ہے کیونکہ لوگوں کی عادات اور رسوم ورواج تو مختلف ہوتی ہیں جبکہ حق صرف ایک ہے جو لوگوں کی خواہشات کا پابند نہیں بلکہ لوگوں کو اپنا پابند دیکھنا چاہتا ہے۔

لوگ تو پرندوں کی ڈار کی مانند ہوتے ہیں کہ ایک پرندہ جس طرف اڑا باقی بھی اُسکے پیچھے اڑتے ہیں۔

ملکۂ سبا بلقیس اگر چہ بڑی عقلمند تھی لیکن اپنی قوم کی دیکھا دیکھی وہ بھی سورج کی پرستش کرتی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِيْنَ﴾

(النمل/۴۳)

"اور اسے (عبادتِ الہٰی) سے اس چیز نے روک رکھا تھا جسکی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتی تھی، کیونکہ وہ کافر قوم میں سے تھی"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ أَوْ يُمَجِّسَانِهِ"

(ہر بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اُسکے ماں باپ اسے یہودی نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں)

یعنی اپنے ماحول کے پیش نظر وہ بچہ بڑا ہو کر عادتاً کافر ہو جاتا ہے عادت بھی انسان کی طبیعت ثانیہ ہوتی ہے لہٰذا اسے ترک کرنا انتہائی مشکل ہوتا ہے مگر اُسکے لیے جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہے۔

قبلے کی تبدیلی پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا تھا:

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

﴿ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ ﴾ (البقرة/١٤٣)
''اور یقیناً یہ (تبدیلی) بہت بھاری ہے مگر اُن لوگوں پر (بھاری نہیں) جنہیں اللہ تعالی نے ہدایت دی''

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
'' اَلشَّيْخُ لَا يَكَادُ يُسْلِمُ وَالشَّبَابُ أَقْرَبُ إِلَى الْإِسْلَامِ'' (المغنی ٢/٤٧٧)
(بوڑھا شخص بمشکل ہی مسلمان ہوتا ہے جبکہ نوجوان اسلام کے زیادہ قریب ہوتے ہیں)
عبدالرحمن المعلمی رحمہ اللہ کہتے ہیں:
جو شخص ایک مدت تک کسی فقہی مذہب پر عمل پیرا رہا ہے اور اسی پر اُس نے پرورش پائی ہو تو ایسا شخص حتمی طور پر اپنے مذہب کو صحیح اور مخالف کو باطل قرار دیتا ہے۔

١٦۔ حق کی بعض باتیں رد کر دینا اور بعض شرعی امور کو ترک کر دینا

اہل تقلید اور تنظیموں کے افراد کا عمومی رویہ یہی ہوتا ہے۔
اور یہ حق سے محرومی کا ایک بڑا سبب ہے۔
ایک بندہ بقدر استطاعت پوری شریعت کے التزام کا مکلف ہے اور اللہ کی بندگی کی حقیقت بھی یہی ہے کہ انسان ظاہری و باطنی طور پر احکامات الٰہی کا پابند ہو جائے۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ اُدْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً ﴾ (البقرة/٢٠٨)
''اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ''
نیز فرمایا: ﴿ وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ﴾
(الحشر/٧)
''اور جو کچھ تمہیں اللہ کا رسول دے تو وہ لے لو، اور جس سے منع کرے اس سے باز آ جاؤ''
ایک اور مقام پر فرمایا:
﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

أَلِيمٌ ۝﴾ (النور/۶۳)

(لہٰذا اُن لوگوں کو جو ان (اللہ کے رسول ﷺ) کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ انہیں کوئی فتنہ آ پہنچے، یا انہیں دردناک عذاب آلے)

تمام اعمال وافعال میں رسول اللہ ﷺ کی اتباع اور پیروی سے ہی انسان کو گمراہی سے نجات اور ہدایت کی توفیق نصیب ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِنْ تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا﴾

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مکمل حق کی پیروی کیا کرتے تھے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"إِنِّي أَخْشَى إِنْ تَرَكْتُ شَيْئًا مِنْ أَمْرِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَزِيغَ" (بخاری)

مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نے آپ ﷺ کے احکام میں سے ایک چیز بھی ترک کردی تو میں گمراہ ہو جاؤں گا"

اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی یہ صفت بتلائی گئی ہے کہ وہ کتاب اللہ پر یکسر ٹھہر جاتے تھے۔ (یعنی قرآن کی آیت سامنے آجاتی ہے تو فوراً اُس پر ٹھہر جاتے اور اسکے مقابلے میں اپنی رائے کو یکسر نظر انداز کر دیتے) (بخاری)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللهُ قُلُوبَهُمْ﴾ (الصف/۵)

(پھر جب وہ ٹیڑھے ہوئے تو اللہ نے انکے دل ٹیڑھے کر دیئے)

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" لَعَلَّهُ إِذَا رَدَّ بَعْضَ قَوْلِهِ أَنْ يَقَعَ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِنَ الزَّيْغِ، فَيُزِيغَ اللهُ قَلْبَهُ فَيُهْلِكَهُ " (تيسير العزيز الحميد ص (۵۴۵))

(ممکن ہے کہ جب کوئی شخص دین کی کوئی بات رد کردے تو اسکے دل میں کچھ ٹیڑھ پیدا ہو جائے اور پھر اللہ تعالیٰ اُسکے دل کو (مکمل) ٹیڑھا کر کے اُسے سپردِ ہلاکت کردے)

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی ایک صفت یہ بھی بتالائی ہے: ﴿ وَالَّذِيْنَ إِذَا ذُكِّرُوْا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴾ (الفرقان/۷۳)

''اور وہ لوگ جب انہیں انکے رب کی آیات کے ذریعے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ ان پر بہرے اور اندھے ہوکر نہیں گر پڑتے''

اس بحث سے آپکو اُن لوگوں کی گمراہی معلوم ہوگی جو شریعت پر حاکم بنے بیٹھے ہیں اگر کوئی بات انکے مذہب اور تنظیم کے موافق ہو تو اسکا التزام کرتے ہیں، اور اگر شریعت کا کائی حکم اسکے برعکس ہو تو اُسے فراموش کردیتے ہیں، یا پھر اُسے تاویل کی کسوٹی پر کستے ہیں، یا منسوخ قرار دیتے ہیں۔ (واللہ المستعان)۔

بلا شک وشبہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں انکا بھی حصہ ہے:

﴿ أَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتَابِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ﴾ (البقرۃ/۸۵)

(کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے حصے کا انکار کرتے ہوں؟)

مقلدین جب دیکھتے ہیں کہ کوئی آیت یا حدیث انکے مذہب کے موافق ہے تو اسکی بہت تعظیم کرتے ہیں اور کہتے ہیں: یہ ہماری دلیل ہے، اگر وہ حدیث ضعیف ہو تو اُسے صحیح قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں، اور جب کوئی ایسی دلیل انکے سامنے آئے جو قولِ امام کے خلاف ہو تو اسکے خلاف تاویل، تحریف اور تردید کے ہتھیار استعمال کرتے ہیں گویا نعوذ باللہ کسی درندے نے اُن پر حملہ کردیا ہو۔ (واللہ المستعان)۔

۱۷۔ کثرتِ مباحات

مباحات میں زیادہ مشغولیت بھی بعض اوقات حق سے روک دیتی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ﴾ (آل عمران/۱٤)
(لوگوں کیلئے خواہشات نفس کی محبت مذین کردی گئی ہے، (یعنی) عورتوں سے، بیٹوں سے، سونے اور چاندی کے جمع شدہ خزانوں سے، نشان لگے (عمدہ) گھوڑوں سے، مویشیوں سے اور کھیتی سے یہ سب دنیاوی زندگی کا سامان ہے، اور اچھا ٹھکانہ اللہ ہی کے پاس ہے)

اس آیت میں اشارہ ہے کہ یہ مباحات اکثر اوقات انسان کو اچھے ٹھکانے سے دور کردیتی ہیں۔

حدیث میں آتا ہے: ''مَا مَلَأَ ابْنُ آدَمَ وِعَاءً شَرًّا مِنْ بَطْنٍ '' (أحمد)
''ابن آدم نے پیٹ سے بُرا کوئی برتن نہیں بھرا''۔

یَعْلٰی بن عبید کا بیان ہے کہ ہم ابن سوقہ پر داخل ہوئے تو اُنہوں نے فرمایا: اے بھتیجے! میں تمہیں ایک ایسی بات کہوں جس نے مجھے فائدہ دیا ہے، ممکن ہے تمہیں بھی پہنچائے، عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ نے ہم سے فرمایا تھا: بے شک تم سے پہلے لوگوں پر اُس بات کو جو اللہ کی کتاب، اور بالمعروف ونہی عن المنکر، اور ضروری معاشی گفتگو کے علاوہ ہو، اُسے فضول کلام میں شمار کرتے تھے، کسی بھی مباح کام میں ضرورت سے زیادتی اگر انسان کو شر میں مبتلا نہ کرے تب بھی خیر سے محروم ضرور کردیتی ہے۔

۱۸۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ حق کہنے والا خود بھی بعض گناہوں میں مبتلا ہوتا ہے لہٰذا لوگ بجائے اسکی صحیح بات کو قبول کرنے کے اُلٹا یہ کہتے ہیں: اس نے اپنی اصلاح تو کی نہیں، اور ہمیں حق کی تلقین کرنے چلا آیا ہے، یہ انتہائی جہالت کی بات ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:
''مِنَ الْكَبَائِرِ أَنْ يُقَالَ لِلرَّجُلِ افْعَلْ كَذَا وَكَذَا، فَيَقُوْلُ: عَلَيْكَ بِنَفْسِكَ''
''یہ بات کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ کسی شخص سے جب یہ کہا جائے کہ فلاں اور فلاں (نیکی کا) کام کرو، تو وہ جواب میں کہے: اپنے آپ کو ٹھیک کرو''

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

بلکہ یہی بات ایک مرفوع حدیث میں بھی وارد ہوئی ہے جسے البانی رحمہ اللہ نے "الصحیحہ" میں نقل کیا ہے۔

یہ فرعون کا طرزِ عمل ہے، کیونکہ اُس نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا: تو مجھے کیونکہ حق کی دعوت دیتا ہے، جبکہ تو نے ناشکری کرتے ہوئے جو کام کیا تھا وہ تجھے یاد نہیں؟ (قبطی کے قتل کی طرف اشارہ ہے)۔

ممکن ہے کہ جب امام مہدی کا ظہور ہو تو بہت سے لوگ انکے سابقہ احوال کی بنیاد پر انکی پیروی سے انکار کر دیں، کیونکہ انکے متعلق حدیث میں آتا ہے:

"اللہ تعالیٰ ایک رات میں انکی اصلاح فرمائے گا" (الصحیحہ ٥/٤٨٢)

انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کون ہے گناہوں سے بچ سکے؟

علاوہ ازیں یہ بات بھی آپکے علم میں ہونی چاہیئے کہ شاذ و نادر کسی گناہ یا غلطی کا صادر ہونا کسی شخص کو غیر عادل نہیں بناتا۔

امام ماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگوں کی یہی عادت چلی آئی ہے کہ وہ کسی عادل کی تعدیل اُسکے غالب احوال و افعال کی بنیاد پر کرتے ہیں اگرچہ بعض اوقات اُس سے برائی بھی سرزد ہو جائے۔ اور اسی طرح فاسق کو بھی اُسکے غالب افعال کی وجہ سے فاسق قرار دیتے ہیں اگرچہ کبھی وہ بھلائی کا کام بھی کرے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ ﴾ (النساء/٣١)

(اگر تم بڑے گناہوں سے بچو گے، جن سے تمہیں روکا جاتا ہے تو ہم تمہاری چھوٹی چھوٹی برائیاں تم سے دور کر دیں گے)

حدیث میں آتا ہے: [أَقِيلُوا ذَوِي الْهَيْئَاتِ عَثَرَاتِهِمْ]

(ابو داؤد (٤٣٧٥) عن عائشة رضي الله عنها مرفوعاً)

(معزز لوگوں کو بھول چوک درگذر کر لیا کرو)

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

علاوہ ازیں سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ نے فاسق کی خبر کو بھی مطلقاً رد کرنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ تحقیق کرنے کو کہا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ﴾. (القارعة/٦-٧)

''پھر جس شخص کے (نیکیوں کے) پلڑے بھاری ہو گئے تو وہ اپنی من پسند زندگی میں ہوگا''

اس فرمان الٰہی سے بھی معلوم ہوا کہ غالب کی بنیاد پر حکم لگتا ہے۔

ان تمام دلائل سے ثابت ہوا کہ حق بات کہنے والے کا معصوم عن الخطا ہونا ضروری نہیں، اور اگر داعی بعض گناہوں میں مبتلا ہو تو اس بنیاد پر اُسکی حق بات کو مسترد کرنا بھی جائز نہیں۔

۱۹۔ باطل میں تھوڑے بہت حق کی آمیزش کی وجہ سے بھی بعض لوگ گمراہ ہو جاتے ہیں، کیونکہ انکی نظریں تو حق پر لگی ہوتی ہیں، جبکہ حق کے پردے میں چھپ کر باطل انکی نگاہوں سے پوشیدہ رہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بہت سے اضافی بدعات لوگوں میں رواج پکڑ لیتی ہیں کیونکہ اصلاً وہ کام شروع ہوتے ہیں لیکن اپنی کیفیت اور وصف کی وجہ سے بدعت بن جاتے ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے تلبیس سے منع فرمایا ہے۔

فرمانِ الٰہی ہے: ''لِمَ تَلْبِسُونَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَ تَكْتُمُونَ الْحَقَّ وَ أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ'' (آل عمران/۷۱)

''تم حق کو باطل کے ساتھ کیوں خلط ملط کرتے ہو؟ اور تم جانتے بوجھتے حق کو چھپاتے ہو''

اس لیے آپ باطل پرستوں کو دیکھیں گے کہ حق و باطل کی آمیزش کر کر کے حق ظاہر کریں گے اور باطل کو چھپائیں گے تاکہ اپنی جہالت یا خواہش پرستی کو شریعت کے لبادے میں چھپا سکیں۔

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَلَا يُنفِقُ بِالْبَاطِلِ إِلَّا بِشَوْبٍ مِنَ الْحَقِّ" (محموع الفتاوی ۲۵/۱۹۰)
"حق کی ملاوٹ کے بغیر باطل کو رواج نہیں مل پاتا"
حق کے ساتھ ملے ہوئے باطل کو شبہہ کہا جاتا ہے، لہٰذا حقائق سے پردہ اٹھانا" اور الفاظ کے پیچھے چھپے معانی کو جانچنا ضروری ہے تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوسکے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں محکم اور متشابہ آیات درج کی ہیں اور محکمات کو اصل قرار دیا ہے تاکہ اہل حق انکی طرف رجوع کریں جبکہ بدعتی لوگ متشابہات میں ٹامک ٹوئیاں مارتے رہتے ہیں۔

۲۰۔ اہلِ باطل کیساتھ میل جول رکھنا

میل جول کا انسان پر انتہائی گہرا اثر ہوتا ہے اور صرف اخلاق و اعمال ہی نہیں بلکہ عقائد بھی اس سے متاثر ہوتے ہیں، یہاں تک کہ جانور کیساتھ رہنے سے انسان انکا بھی اثر لیتا ہے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے: "اَلْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَهْلِ الْإِبِلِ وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ" (بخاری)
"فخر اور تکبر اونٹوں والوں میں ہوتا ہے، جبکہ سکینت اور وقار بکریوں والوں میں ہوتا ہے"
ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طالب علم جب بریلویوں کے مدارس میں پڑھتا ہے تو مشرک بن کر نکلتا ہے، إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللهُ۔
اسی طرح جو طالب علم دیوبندی مدارس میں پڑھے وہ پکا حنفی اور ماتریدی بن جاتا ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص تبلیغیوں کیساتھ مل جائے تو نرا صوفی بن جاتا ہے، إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللهُ کیونکہ اختلاط کا ایک اثر ہوتا ہے۔
بعض اہل حدیث جب تبلیغیوں کیساتھ شامل ہوئے تو انہوں نے سنت پر عمل کرنا ہی چھوڑ دیا جب انہوں نے خارش زدہ لوگوں کیساتھ اپنے جسم کو رگڑا تو انہیں بھی خارش لگ گئی۔
اس طرح بہت سے مسلمان ہندوؤں اور عیسائیوں کیساتھ اٹھنے بیٹھنے کی وجہ سے ان کی

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

عادات کواپنا چکے ہیں۔واللہ المستعان۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ إِنَّكُمْ إِذًا مِثْلُهُمْ إِنَّ اللهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا﴾ (النساء/ ١٤٠)

''اور اللہ نے تم (مؤمنوں پر) اپنی کتاب میں یہ حکم نازل فرمایا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جارہا ہو یا انکا مذاق اڑایا جارہا ہو تو تم انکی مجلس میں نہ بیٹھو، یہاں تک کہ وہ اسکے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہوجائیں، ورنہ تم بھی انہی جیسے ہوجاؤ گے، یقیناً اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں اکٹھا کرنے والا ہے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اچھے ہم نشین کی مثال عطر والے اور بُرے ہم نشین کی مثال بھٹی والے سے دی ہے۔

بغداد بن حسین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''صُحْبَةُ أَهْلِ الْبِدَعِ تُوْرِثُ الْإِعْرَاضَ عَنِ الْحَقِّ''

سیر أعلام النبلاء: ١٦/١٠٩)

(بدعتیوں کی صحبت کے نتیجے میں حق سے اعراض کا مرض جنم لیتا ہے)

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اَلدُّنُوُّ مِنَ الْبَاطِلِ هَلَكَةٌ وَالْقَوْلُ فِي الْبَاطِلِ يَصُدُّ عَنِ الْحَقِّ''

(ذم الكلام ٥/٧٤)

''باطل کا قرب باعثِ ہلاکت ہے، اور باطل گوئی حق سے پھیر دینے والی ہے''

قاضی فضیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''مَنْ جَالَسَ صَاحِبَ الْبِدْعَةِ لَمْ يُعْطَ الْحِكْمَةَ'' (شرح السنة ١/١٣٤)

''جو شخص بدعتی کے پاس بیٹھتا ہے اُسے حکمت سے نہیں نوازا جاتا''

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
لوگوں کیساتھ میل جول اور اختلاط کی وجہ سے کتنی ہی آفات نازل ہوتی ہیں، نعمتیں دور ہوتی، تکالیف اترتی اور عطائیں چھین لی جاتی ہیں، لوگوں کیلئے لوگوں سے بڑی آفت اور کیا ہوسکتی ہے؟ ابو طالب کی وفات کے موقع پر اُسکے بُرے ساتھیوں سے بڑھ کر اُسکے لیے کون نقصان دہ ہوسکتا تھا؟ جو اسکے اور ایک کلمے کے درمیان حائل ہوگئے تھے کہ جسے پڑھ لینے سے اُسے ہمیشہ کی سعادت حاصل ہو جاتی۔ (مدارج السالکین ۱/۴۸۹)

۲۱۔ مخالفین کے اقوال کی طرف التفات نہ کرنا

اسی وجہ سے آپ دیکھیں گے گمراہ سردار اپنے گھٹیا اور عام لوگوں کو اہل حق کی بات سننے اور انکے ساتھ بیٹھنے سے منع کرتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴾ (حم السجدة /٢٦)
(اور کافروں نے (ایک دوسرے سے) کہا: تم اس قرآن کو مت سنو، اور جب پڑھا جائے تو شور مچاؤ، تاکہ تم غالب آجاؤ)
اہل باطل اول تو حق کو پہنچنے ہی نہیں دیتے، اور اگر کہیں اسکا نور ظاہر ہو جائے تو طرح طرح کے بہتان لگا کر لوگوں کو اس سے روکتے ہیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عکاظ اور ذی المجاز کے بازاروں میں فرمایا کرتے:
"مَنْ يُؤْوِيْنِيْ مَنْ يَنْصُرُنِيْ حَتّٰى أُبَلِّغَ رِسَالَةَ رَبِّيْ وَلَهُ الْجَنَّةُ؟ حَتّٰى إِنَّ الرَّجُلَ لَيَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ أَوْ مُضَرَ فَيَأْتِيْهِ قَوْمُهُ فَيَقُوْلُوْنَ لَهُ: اِحْذَرْ غُلَامَ قُرَيْشٍ لَا يَفْتِنُنَّكَ" (احمد ٣٢٢/٣)
(کون ہے جو مجھے جگہ دے؟ کون ہے جو میری مدد کرے؟ یہاں تک کہ میں اپنے رب کا

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

پیغام پہنچا سکوں اور ایسے شخص کیلئے جنت کا وعدہ ہے؟ جبکہ لوگوں کی مخالفت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ ایک شخص یمن یا مضر کے علاقے سے مکہ کا رختِ سفر باندھتا تو اسکی قوم والے اُسکے پاس آئے اور اس سے کہتے: قریش کے جوان (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے بچ کر رہنا، کہیں، وہ تجھے فتنے میں نہ ڈال دے)

ابن دغنہ نے جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پناہ دی تو قریش نے اُس سے کہا تھا: اسے کہو کہ اونچی آواز سے قرآن کی تلاوت نہ کرے، کیونکہ ہمیں خدشہ ہے کہ یہ ہماری عورتوں اور بچوں کو فتنے میں ڈال دے گا۔

مخالفین کے اقوال کے جائزہ لینے سے ہماری مراد اُن مسلمانوں کے اقوال ہیں جو کتاب وسنت پر عمل کیساتھ معروف ہوں، ہر طرح کے گمراہ کُن مخالفین کی باتیں نہیں سُننی چاہئیں کیونکہ اُن سے واقعی گمراہی کا اندیشہ ہوتا ہے، البتہ جو شخص کتاب وسنت کا علم اور بصیرت رکھتا ہے وہ گمراہ لوگوں کے نظریات سُن اور پڑھ سکتا ہے، اسی وجہ سے آپ علیہ السلام نے دجال کے حوالے سے فرمایا: ”مَنْ سَمِعَ بِهٖ فَلْیَنْأَ عَنْهُ“

”جو شخص اسکے بارے میں سُنے اُسے چاہیئے کہ اُس سے دور بھاگے“

۲۲۔ اہل باطل کی کثرت

بہت سے لوگوں کا حال یہ ہے کہ وہ حق اور باطل کیلئے کثرت وقلت کو معیار قرار دیتے ہیں ، کثرت کو حق کی دلیل جانتے اور اس پر ناز کرتے ہیں، حالانکہ کثرت تو حق کی دلیل ہیں۔

اکثر باطل پرستوں اور مقلدین کی بھی یہی دلیل ہوتی ہے حالانکہ انہیں سوچنا چاہیئے کہ انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے والے تو ہمیشہ کم لوگ ہی ہوتے ہیں، اور یہ دلیل تو فرعون نے بھی پیش کی تھی: ”اِنَّ هٰٓؤُلَاۗءِ لَشِرْذِمَةٌ قَلِیْلُوْنَ“

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”لَا یَکُوْنُ أَحَدُکُمْ إِمَّعَةً یَقُوْلُ : أَنَا مَعَ النَّاسِ، لِیُوَطِّنْ أَحَدُکُمْ نَفْسَهٗ عَلٰی أَنْ یُّؤْمِنَ وَ إِنْ کَفَرَ النَّاسُ“

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

''تم میں سے کسی کو امّعة (ہر ایک کی رائے کے پیچھے لگنے والا) نہیں ہونا چاہیئے کہ یہ کہتا پھرے: میں تو لوگوں کے ساتھ ہوں، بلکہ اسے اپنے نفس کو اس بات پر پختہ کرنا چاہیئے کہ لوگ اگر چہ کفر کریں لیکن اُسے ایمان لانا ہے''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ﴾.

اور فرمایا: ﴿وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ﴾

کامیابیوں کی خوشخبری پانے والے غرباء کی صفت نبی کریم ﷺ نے یوں بیان فرمائی ہے:

''نَاسٌ صَالِحُونَ قَلِيلٌ، مَنْ يَعْصِيهِمْ أَكْثَرُ مِمَّنْ يُطِيعُهُمْ'' (الصحيحة)

(یہ وہ لوگ ہیں جو نیکوکار اور مقدار تعداد میں کم ہوتے ہیں، انکی نافرمانی کرنے والے انکی بات ماننے والوں سے زیادہ ہوتے ہیں)

نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

''اَلْجَمَاعَةُ مَا وَافَقَ الْحَقَّ وَإِنْ كُنْتَ وَحْدَكَ'' (الوجيز/١٥)

جماعت وہ ہے جو حق کے موافق ہو، اگر چہ تم اکیلے ہی کیوں نہ ہو''۔

۳۴۔ نفس کی وحشت

جب کسی کا مزاج معتدل نہ ہو تب بھی اُسے حق سمجھ میں نہیں آتا، ابن عقیل کہتے ہیں: جب نفس وحشت کا شکار ہو تو دل اندھے ہو جاتے، پاکیزہ خیالات مُضمَحِل ہو جاتے اور فوائد کے دروازے بند ہو جاتے ہیں، اس لیے شریعت نے غصّے کی حالت میں فیصلہ کرنے سے منع کیا ہے۔

آپ علیہ السلام کی ایک دُعا ہے: ''وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْحَقِّ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا''

(اور میں تجھ سے خوشی اور غصہ دونوں حالتوں میں حق بات کہنے کا سوال کرتا ہوں)۔

بعض سلف کا قول ہے: تو ایسے لوگوں کی مانند مت ہو کہ جو حالت خوشی میں باطل کا شکار ہو جاتے اور حالتِ غضب میں حق سے فرار ہو جاتے ہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

خوشی کی شدت میں بھی انسان غلطی کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے، جیسا کہ اُس شخص نے کہا تھا: اے اللہ! تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں'' (بخاری)

کیونکہ اس حالت میں بھی انسان کا مزاج معتدل نہیں ہوتا۔

علاوہ ازیں چھوٹی عمر کے نوجوان بھی بعض اوقات جذبات سے مغلوب ہو کر اہل باطل کی پیروی شروع کر دیتے ہیں، اسی طرح بعض لوگوں کو بعض داعی حضرات، یا انکی آواز یا کسی خاص جگہ سے ایک چڑ سی ہو جاتی ہے لہٰذا وہ حق سے دور رہتے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کے متعلق سُنا تو شدید صدمے کی وجہ سے انہیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرامان ہی بھول گیا: ''وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُوْلٌ'' یہاں تک کہ سیدنا اُبو بکر صدیق رضی اللہ عنہ انہیں یاد دلایا۔

اسی وجہ سے اہل علم شدید ضرورت کے علاوہ طلبِ حق کیلئے مناظرے بازی کو ناپسند کرتے ہیں، کیونکہ عموماً مناظروں میں لوگ غصّے کا شکار ہو جاتے ہیں، اور قبولیت حق کا شعور یا قصد باقی نہیں رہتا۔

۲۴- پہلے اعتقاد پھر استدلال

بہت سے لوگوں کا یہ وطیرہ ہوتا ہے کہ پہلے ایک عقیدہ اور منہج اپنا لیتے ہیں اور پھر دلائل کا جائزہ لیکر اپنے عقیدے اور منہج کو درست ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

عموما ایسے لوگوں کو حق کی توفیق نہیں ملتی۔

اس کے بجائے ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اُس وقت تک وہ کوئی اعتقاد، قول یا مذھب نہ اپنائے جب تک کہ اللہ اور اسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ فرما دیں۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللهِ وَرَسُوْلِهِ﴾ (الحجرات/۱)

''اے ایمان والو! تم اللہ اور اسکے رسول سے آگے نہ بڑھو''

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اہل حق اور اہل بدعت میں سب سے بڑا فرق یہی ہے کہ اہل حق کتاب وسنت سے پہلے کوئی عقیدہ وعمل اختیار نہیں کرتے، جبکہ اہل بدعت کی عادت یہ ہے کہ وہ پہلے کوئی مذہب یا قول اختیار کر لیتے ہیں اور پھر دلیل ڈھونڈتے ہیں، اگر مل جائے تو کہتے ہیں: یہ ہماری دلیل ہے۔ اور اگر اسکے مخالف کوئی صریح دلیل سامنے آجائے تو اُسے کمزور قرار دیتے ہیں، یا اسکی تاویل کرتے ہیں، یا اُسے منسوخ ٹھہراتے ہیں۔

تمام مقلدین کو یہ بیماری لاحق ہے۔

امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اَلْمُبْتَدِعُ جَعَلَ الْهَوٰى أَوَّلَ مَطَالِبِهِ وَأَخَذَ الْأَدِلَّةَ بِالتَّبَعِ"

(الإعتصام ١/١٣٤)

"بدعتی کی پہلی طلب خواہشات ہوتی ہیں جبکہ دلائل کا مرحلہ بعد میں آتا ہے"

امام شاطبی رحمہ اللہ نے یہ بہت پیاری بات کہی ہے، اور اسی لیے انہوں نے اہل بدعت کو خواہش پرست قرار دیا ہے کیونکہ دراصل دلائل کی بجائے خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور شرعی دلائل کو ثانوی حیثیت دیتے ہیں۔

لہٰذا ہر مسلمان جو اپنے ساتھ مخلص ہے اُسے چاہیئے کہ اُس وقت تک کوئی بھی قول یا عمل نہ اپنائے جب تک کہ کتاب وسنت کی کوئی واضح دلیل نہ پالے، اور اگر جہالت کی وجہ سے کوئی عمل خلافِ سنت ہو جائے اور پھر دلیل معلوم ہو تو اپنا عمل ترک کرتے ہوئے حق کی طرف رجوع کرلے۔ آجکل ایسے لوگ بہت کم ہی پائے جاتے ہیں جیسا کہ سُرخ سونا بہت کم ملتا ہے۔ واللہ المستعان۔

۲۵۔ اہل باطل اور ان کے اقوال سے عدم آگاہی

باطل کو اُسکے اوصاف کیساتھ تو پہچاننا بھی ضروری ہے، کیونکہ بہت سے لوگ باطل کو نہ جاننے کی وجہ سے ہی باطل کا شکار ہوتے ہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”قَدْ عَلِمْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ! مَتٰى تَهْلِكُ الْعَرَبُ إِذَا وَلِيَ أَمْرَهُمْ مَنْ لَمْ يَصْحَبِ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُعَالِجْ أَمْرَ الْجَاهِلِيَّةِ“

(الطبقات لا بن سعد ۱۲۹/٤ ، مستدرك حاكم ٤۲۸/٤)

رب کعبہ کی قسم! میں جانتا ہوں کہ عرب کب ہلاکت ہونگے ، جب وہ لوگ انکے حکمران بن جائیں گے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب نہیں ہوئے اور نہ ہی انکا جاہلی امور سے واسطہ پڑا ہے۔(یعنی جاہلیت سے آگاہ نہیں)

حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق پوچھتے تھے جبکہ میں آپ سے شر کے متعلق پوچھتا تھا، کیونکہ مجھے یہ اندیشہ تھا کہ کہیں میں شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔(بخاری)۔

امام بخاری نے جہمیہ کے متعلق انتہائی شدت اپنائی ہے اور انہیں کافر قرار دیا ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے یہود ونصارٰی اور مجوسیوں کا کلام دیکھا ہے لیکن جہمیہ سے بڑھ کر کوئی گمراہ نہیں دیکھا، جو شخص انہیں کافر قرار نہیں دیتا میں اُسے جاہل سمجھتا ہوں“

اسی طرح آپ فرماتے ہیں: بے شک مرض اور اُسکے سبب کی معرفت سے اُسکے علاج میں مدد ملتی ہے، لہٰذا جو شخص مختلف مقالات سے اگر چہ وہ باطل ہی ہوں، آگاہ نہیں اُسکے لیے ان مقالات و مذاہب کے پیروکاروں اور ماننے والوں کا علاج کرنا اور انکے شبہات کا ازالہ کرنا ممکن نہیں۔

۲۶۔باطل کی اصل حقیقت نہ جاننا

بہت سے لوگ اپنے باطل عقائد کا صحیح تصور نہیں رکھتے ، کیونکہ اگر وہ ان باطل اور غلط عقائد ونظریات کا جامع اور صحیح تصور رکھتے تو کبھی ان میں مبتلا نہ ہوتے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جان لیجئے کہ جب کوئی مذہب فی نفسہ

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

باطل ہو تو اسکو نقل کرنے والا اُسکا صحیح تصور پیش نہیں کر سکتا کیونکہ یہ حق کی ہی شان ہے کہ نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔

ابن رجب رحمہ اللہ بعض متقدمین سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: تم اپنے دل میں جو چاہو تصور کرو اور اُس پر غور کرو، پھر اسکی ضد پر اُسے قیاس کرو، اگر تم نے دو مختلف باتوں کے درمیان صحیح تمیز کر لی تو تم اُن میں سے حق اور باطل کو بخوبی جان لو گے۔

(جامع العلوم والحکم ۱/۲۸۵)

عبد الرحمٰن السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یقیناً کوئی بھی عقلمند شخص جب مشرکین کے مذاہب کا تصور کریگا تو اس سے پہلے کہ انکے خلاف دلائل قائم کیے جائیں اُسے انکے بطلان کا حتمی طور پر علم ہو جائیگا۔ (تفسیر السعدی/۲۶۱)

اسی طرح جو شخص وجوب تقلید کے قول کا صحیح تصور کرے اُس پر بھی اُسکا بطلان ظاہر ہو جائے گا۔

۲۷۔ فاسد اصولوں اور سلوکوں کا التزام کرنا

بعض لوگوں نے کچھ قاعدے اور اصول گھڑ رکھے ہوتے ہیں جنہیں وہ اپنی عبادات و معاملات میں رہنما بنا لیتے ہیں، لہٰذا انکی وجہ سے وہ حق تک پہنچنے کی بجائے اس سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔

بڑی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ان اصولوں کو کتاب اللہ اور سنتِ نبوی پر حاکم بنا رکھا ہوتا ہے۔

بعض لوگوں نے ذوق کو حَکَم بنا رکھا ہے، جیسے صوفیا، جبکہ بعض عقل کو رہنما سمجھتے ہیں، جیسے معتزلہ اور بعض تحریف شدہ شریعتوں سے چمٹے ہوئے ہیں، جیسے یہود و نصاریٰ اور بعض نے متاخرین کی لکھی ہوئی اصول کی کتابوں کو حاکم بنا ڈالا ہے، جیسے نور الانوار، حسامی، اور مسلم الثبوت وغیرہ، بعض نے سیاست کو اپنا قبلہ بنا رکھا ہے اور بعض نے ایک معین گروہ کی

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ہر بات کو کتاب وسنت پر حاکم بنا رکھا ہے، جیسے دیوبندی، تبلیغی، پنج پیری، ماتریدی وغیرہ، یہ لوگ اپنے تمام معاملات میں انہی کی بات کو قول فیصل سمجھتے ہیں۔

اللہ کی قسم! یہ تمام چیزیں حق سے دور کرنے والی ہیں، یہ وہ بیڑیاں ہیں جن میں پھنسنے کے بعد انسان رب العالمین تک نہیں پہنچ پاتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَأَنَّ هَـٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ﴾ (الأنعام /۱۵۳)

"اور (اے نبی! ان سے کہہ دیجئے) یقیناً یہ میرا راستہ سیدھا ہے لہٰذا تم اس کی پیروی کرو، اور تم دوسرے راستوں کی پیروی مت کرو، وہ تمہیں اللہ کے راستے سے الگ کر دیں گے"

ترمذی کی حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص کتاب اللہ کے سوا کسی اور چیز میں ہدایت تلاش کریگا، اللہ تعالیٰ اُسے گمراہ کردے گا۔

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو شخص کتاب وسنت کے علاوہ کسی اور چیز میں ہدایت کا متلاشی ہوگا، وہ اللہ تعالیٰ سے دور ہی ہوتا چلا جائے گا۔

ابن قیم رحمہ اللہ اپنے "قصیدہ نونیہ" میں اُن اصول وقواعد کی تردید کرتے ہوئے کہ جنہیں لوگوں نے کتاب وسنت سے فرار کا ذریعہ بنا رکھا ہے، فرماتے ہیں: (ترجمہ اشعار)

کتاب وسنت کی نصوص ہی کفایت کرتی ہیں لیکن اسکے لیے شرط یہ ہے کہ ان سے نئے پیش آمدہ مسائل پر اجتہاد وتلقی کی جائے۔

اور اسکے لیے یہ بھی شرط ہے کہ لوگوں کی لگائی ہوئی حدود وقیود کو اتار پھینکا جائے کیونکہ وہ انسان کو تھوڑی تک جکڑ لیتی ہیں۔

علاوہ ازیں ان قواعد کو توڑنا بھی ضروری ہے جنکی دلیل اور بیان کتاب وسنت میں نازل شدہ نہیں ہے۔

اسی طرح آراء رجال یونہی اقوال جب دلیل سے خالی ہوں تو انکا رد اور ابطال بھی ضروری ہے۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

بلا کھٹکے انکی تردید کیجئے ، کیونکہ جب یہ کتاب وسنت کی نص سے عاری ہیں تو انکی کوئی حیثیت نہیں۔

اگر یہ خودساختہ قواعد، قیود اور آراء نہ ہوتیں تو ایمان کی کڑیاں بہت وسعت اختیار کر لیتیں۔

لیکن اللہ کی قسم! یہ قواعد و قیود تو بہت تنگ کڑیوں کے حامل ہیں، لہٰذا لوگوں کے ہاتھ ان سے خلاصی پانے کی آرزومند ہیں۔

اللہ کی قسم! انکی وجہ سے کتاب وسنت کی بہت سی واضح نصوص معطل ہو کر رہ گئی ہے۔

(یہ بہت مفید اشعار ہیں، مزید تفصیل کیلئے **قصیدہ نونیہ** کی طرف سے مراجعت کیجئے)

۲۸۔ کسی ایک شیخ اور استاد سے باطل قول کا صدور جسے مقبولیت حاصل ہو

جب قبولِ عام کی حامل شخصیت سے غلطی صادر ہوتی ہے تو یہ بھی لوگوں کیلئے باعثِ فتنہ بن جاتی ہے، اسکے شاگرد، پیروکار اور عام محبین یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارا شیخ تو ہمیشہ سے حق کا تلاشی اور سنت کی پیروکار رہے ہے لہٰذا اُسکی بات درست ہے، اور اسی طرح ایک غلط بات لوگوں میں رائج ہو جاتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ محبت انسان کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے، جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے: ''حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَ يُصِمُّ''

''تمہارا کسی چیز سے محبت کرنا تمہیں اندھا اور بہرا کر دیتا ہے''

یعنی جب انسان کسی سے محبت کرتا ہے تو پھر اسکی آنکھیں اس محبوب کے عیوب دیکھنے سے اندھی، اور کان اُسکی برائی سننے سے بہرے ہو جاتے ہیں ثعلبؒ اسکا معنی بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: آنکھ اُسکی برائی دیکھنے سے اندھی ہو جاتی ہے اور کان اُسکے حوالے سے کہی گئی مبنی برعدل بات سننے کے روادار بھی نہیں ہوتے، بلکہ بہرے ہو جاتے ہیں۔

عبد الرحمن السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

جو شخص مختلف اقوال میں سے معنی برحق قول کو پہچاننا چاہتا ہے، اُسے چاہیئے کہ اس بات سے قطع نظر کرلے کہ قائل کون ہے؟ کیونکہ بعض اوقات قائل کا ذکر کرنے سے انسان دھوکہ کھا جاتا ہے اور قائل کی ہیبت ومنزلت اُسے اُسکی مخالفت سے روک دیتی ہے۔ اور یہی عدل وانصاف ہے برخلاف اُس شخص کے جو یہ سمجھتا ہے کہ حق تو صرف اُسکے امام اور شخص کے قول میں منحصر ہے، گویا وہ شاعر کے اس قول پر عمل پیرا ہے:

فَإِنَّ الْقَوْلَ مَا قَالَتْ حَذَامِ		إِذَا قَالَتْ حَذَامِ فَصَدِّقُوهَا

''جب حذام (عورت کا نام) کوئی بات کہ دے تو اُسکی تصدیق کردیا کرو، کیونکہ بات تو وہی ہے جو حذام کہے''

میں کہتا ہوں: آلوسی نے تو یہاں تک کہا ہے:

غَوَيْتُ وَإِنْ تَرْشُدْ غَزِيَّةُ أَرْشُدِ		وَمَا أَنَا إِلَّا مِنْ غَزِيَّةَ إِنْ غَوَتْ

''میں سوائے غزیہ قبیلے کا فرد ہونے کے اور کچھ نہیں، اگر یہ گمراہی پر چلے تو میں بھی گمراہی کو اپناؤں گا، اور اگر غزیہ درست راہ اختیار کرے تو میں بھی درست راہ پر چلوں گا''

(تفسیر السعدی، المجلد الأول)

اسی وجہ سے جب اہلِ باطل کی کسی بات کی مخالفت کی جائے تو وہ فوراً قائل کا نام لیتے۔ (حالانکہ دلیل پیش کرنی چاہیئے)

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہر زمانے میں اہلِ بدعت کی یہ عادت رہی ہے کہ اگر کسی عالم سے صرف ایک کلمہ صادر ہوجائے کہ جس میں انہیں اپنی بدعت کی تائید کا کوئی پہلو نظر آئے تو اُس کلمے کی خوب تشہیر کرتے ہیں، اور جو شخص بھی انکی بدعت کا انکار کرے تو وہ فوراً اس کلمے کو بطور دلیل پیش کرتے اور مخالف کا منہ بند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (منتھی الطلب /۱۲۲)

۲۹۔ اہلِ باطل کا خود کو کسی جلیل القدر ہستی کی طرف منسوب کرنا

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ہمیشہ سے اہلِ باطل کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنے باطل کو کسی ایسی شخصیت کی طرف منسوب کرتے ہیں جیسے امت میں مقبولیت حاصل ہو، جیسے رافضی اپنے اقوال کو اہلِ بیت کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ وہ ان سے بری ہیں۔ اور احناف اپنے مذہب کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتے ہیں جبکہ امام صاحب فقہ حنفی کے اکثر مسائل سے بری ہیں۔

اسی طرح اہلِ بدعت اپنی نت نئی بدعتوں کو ائمہ کرام کیساتھ جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ ائمہ کرام کا ان بدعات سے کوئی واسطہ نہیں۔

۳۰۔ اہلِ حق کا حق کے دفاع ونصرت سے گریز کرنا

جب اہلِ حق ایک دوسرے پر تکیہ کر کے بیٹھ جاتے ہیں اور دفاعِ حق کا فریضہ ادا کرنے میں کوتاہی کا شکار ہوتے ہیں تو باطل دندناتا پھرتا ہے اور معاشروں میں رائج ہو جاتا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: باطل پر خاموشی اختیار کرنے سے وہ قوی ہوتا ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب نورِ نبوت کے حاملین کمزور پڑ جائیں تو بدعت مضبوط ہو جاتی ہے۔

مقبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب علماء کرام دوٹوک حق بیان کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں تو گمراہیاں پھیلتی چلی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللّٰهِ ﴾ (الصف/١٤)

''اے ایمان والو! تم اللہ کے مددگار ہو جاؤ''

مزید فرمایا: ''فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ''

ابن الوزیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''لَوْ أَنَّ الْعُلَمَاءَ تَرَكُوا الذَّبَّ عَنِ الْحَقِّ خَوْفاً مِنْ كَلَامِ الْخَلْقِ لَكَانُوا قَدْ أَضَاعُوا كَثِيرًا وَخَافُوا حَقِيرًا'' (العواصم والقواصم ١/٢٢٣)

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

''اگر علماء کرام لوگوں کی باتوں کے خوف سے حق کا دفاع ترک کردیں، پھر تو یقیناً انہوں نے خیر کثیر کو ضائع کردیا اور حق باتوں سے ڈر گئے''

امام شاطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بدعتوں کے رواج کا سبب انکے بارے میں خاموشی اختیار کرنا اور انکا انکار نہ کرنا ہے۔ (الاعتصام ۲/۱۰۱)

۳۱۔ دعوت حق کا اسلوب

بعض داعی حضرات دعوت الی الحق کیلئے ایسا اسلوب اختیار کرتے ہیں جو لوگوں کو قریب لانے کی بجائے دور بھگانے کا باعث ہوتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نرمی کی ترغیب دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ'' (مسلم)

''یقیناً جب بھی کسی چیز میں نرمی پائی جائے تو اُسے مزین کردیتی ہے''

لہٰذا حق کی دعوت دینے والوں کو نرمی اور شفقت کا رویہ اپنانا چاہیے۔

امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عوام الناس کو حق کی طرف مائل کرنے کیلئے نرمی ضروری ہے، کیونکہ جھگڑے اور تعصب آمیز انداز سے لوگ اپنی ضد اور ہٹ دھری پر اُتر آتے ہیں۔ (احیاء العلوم ۲/۱۹۶)

بعض سلف کا قول ہے: جب تم کسی کو غصہ دلا دو تو پھر وہ تمہاری بات قبول کرے، یہ ممکن ہی نہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ ﴾ (طٰہٰ/۴۴)

(چنانچہ تم دونوں (موسیٰ وہارون علیہما السلام) اس (فرعون) سے نرم بات کہنا، شاید کہ وہ نصیحت پکڑے یا ڈرے)

البتہ بعض اوقات منافقین اور معاندین کے خلاف سخت رویہ بھی اپنایا جاسکتا ہے، جیسا کہ

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ﴾ (التحریم/۹)

(اے نبی! کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے)

شاعر کہتا ہے:

وَوَضْعُ النَّدٰى فِي مَوْضِعِ السَّيْفِ بِالْعُلٰى

مُضِرٌّ كَوَضْعِ السَّيْفِ فِي مَوْضِعِ النَّدٰى

"جہاں تلوار کیساتھ چڑھائی وغلبہ حاصل کرنا ضروری ہو، وہاں لطف وکرم کی بارش کرنا نقصان دہ ہے، جیسا کہ لطف وکرم کے موقع پر تلوار نقصان دہ ہے"

ابو سعید الخرازی رحمہ اللہ کہتے ہیں: لسانِ حق کی تُرشی بھی ایک احسان ہے۔

۳۲۔ مخالفین حق سے حق طلب کرنا

مثلاً ایک شخص کسی متنازع مسئلے میں کسی ایسے عالم کے پاس اپنا مسئلہ لے جاتا ہے جو یا تو حق کو جانتا ہی نہیں، یا پھر جانتا تو ہے لیکن کیونکہ وہ خود حق کے خلاف مؤقف پر گامزن ہے لہٰذا وہ اس مسئلے میں دلائل حق کو توڑ مروڑ کر پیش کرتا ہے تا کہ سائل کو مطمئن کر سکے، اور بعض اوقات بے چارہ سوال کرنے والا اُس کے بتلائے ہوئے مسئلے کو حق سمجھ کر اپنا لیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ لِلّٰهِ شُهَدَاءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰى أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ﴾ (المائدہ: ۸)

"اے ایمان والو! تم اللہ کیلئے (حق پر) مضبوطی کیساتھ قائم رہنے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو، اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم عدل نہ کرو، عدل کرو، یہی بات تقویٰ کے زیادہ قریب ہے ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

﴿أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا﴾

(النساء/۱۳۵)

(اے ایمان والو! تم انصاف کیلئے ڈٹ جانے والے اور اللہ کیلئے سچی گواہی دینے والے بن جاؤ، خواہ وہ تمہارے اپنے خلاف یا تمہارے والدین اور قریبی رشتہ دار کے خلاف ہو، معاملے کا فریق امیر ہو یا غریب، دونوں صورتوں میں تمہاری نسبت اللہ ان کا زیادہ خیر خواہ ہے، پس تم نفسانی خواہش کے پیچھے پڑ کر انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو، اور اگر تم نے توڑ مروڑ کر بات کی یا (گواہی دینے سے) منہ موڑا تو بیشک تم جو بھی عمل کرتے ہو اللہ اس سے خوب باخبر ہے)۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک انسان اگر جان بوجھ کر مخالفین کی بات میں زبان موڑ کر غلط بیانی نہیں کرتا یا اُسے چھپانے کی کوشش نہیں کرتا تب بھی اسکے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ جس مذہب کا بگاڑ چاہتا ہے اسی کے دلائل کو ایسے حسنِ ترتیب سے پیش کرے کہ اُس میں قوت پیدا ہو، پھر اگر وہ اس مذہب سے شدید درجے کی نفرت اور بغض رکھتا ہے تو بھلا بتائے کہ اُس کی کیفیت کیا ہوگی۔ (نقض تاسیس الجهمية ۳۴۴/۲)

۳۳۔ مشورے سے غفلت برتنا

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ مشورہ کرنے سے دوسرے عقلاء کے علم وفہم میں مشارکت ہو جاتی ہے جسکے نتیجے میں درست رائے تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے کیونکہ علماء کی ایک جماعت بہر حال منفرد کے مقابلے میں حق کے زیادہ نزدیک ہوتی ہے اور پھر بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ کسی معاملے کا ایک پہلو آپکی نگاہوں سے اوجھل ہوتا ہے جو مشورے کے نتیجے میں آپکے سامنے آجاتا ہے اور آپکو فیصلہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

کسی بلیغ کا قول ہے: ہر عقلمند شخص پر ضروری ہے کہ اپنی رائے کو دیگر علماء کی رائے کے

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

ساتھ ملا کر دیکھ لے، اور اپنی عقل کیساتھ دیگر حکماء کی عقلیں بھی جمع کر لے، کیونکہ منفرد رائے بعض اوقات پٹڑی سے اتر جاتی ہے اور اکیلی عقل بعض اوقات بہک جاتی ہے۔ (درر السلوك / ٧٤)

ابو الحسن الماوردی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کثرت کیساتھ عقلندوں سے مشورہ کیا کرو، خصوصاً اہم معاملات میں کیونکہ ہر عقل کے پاس درست باتوں کا ایک ذخیرہ ہوتا ہے، اور ہر عقل تدبیر کا مسکن ہوتی ہے، اور بعض کم ہی ایسا ہوتا ہے کہ ایک جماعت کی رائے غلط ہو۔ (درر السلوک/۷۵)

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: درست رائے تک پہنچنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ ہر معاملے میں اسکے اہل لوگوں سے مشورہ کیا جائے اور انسان اکیلا ہی فیصلے نہ کرتا رہے۔ (إعلام الموقعين ١/ ٨٤)

عز بن عبدالسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

فَإِنَّ اللهَ لَمْ يَجْمَعِ الصَّوَابَ كُلَّهُ لِوَاحِدٍ، وَلِذٰلِكَ شُرِعَتِ الْمُشَاوَرَةُ، فَإِنَّ الصَّوَابَ قَدْ يَظْهَرُ لِقَوْمٍ، وَقَدْ يَغِيبُ عَنْ آخَرِينَ، وَقَدْ قِيلَ لِلشَّافِعِيِّ :أَيْنَ الْعِلْمُ كُلُّهُ ؟ فَقَالَ : فِي الْعَالَمِ كُلِّهِ يَعْنِيْ أَنَّ اللهَ فَرَّقَهُ بَيْنَ عِبَادِهِ وَلَمْ يَجْمَعْهُ فِيْ وَاحِدٍ (احكام الجهاد و فضائله/٩٥)

(بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام حق کسی ایک شخص کیلئے جمع نہیں کیا، اسی وجہ سے باہمی مشاورت مشروع کی گئی ہے، کیونکہ بعض اوقات کچھ لوگوں کیلئے حق ظاہر ہوتا ہے جبکہ دوسروں کی نظروں سے اوجھل رہتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا: تمام علم کہاں ہے؟ فرمایا: تمام جہاں میں یعنی اللہ تعالیٰ نے علم اپنے بندوں کے درمیاں تقسیم کر دیا ہے، کسی ایک شخص میں جمع نہیں کیا)

سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہا جاتا تھا کہ کئی لوگوں کی آراء اور عقول جمع ہونے سے مشکل معاملات کا ٹھوس حل نکل آتا ہے۔ (العقل وفضلہ/۵۵)۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

مشورہ کرنا سید المرسلین محمد کریم ﷺ، آپکے صحابہ اور اہل ایمان کی صفت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ ﴾ (الشوریٰ /۳۸)

''اور انکا (ہر) کام باہمی مشورے سے ہوتا ہے''

مشورے سے غفلت برتنے والا اپنے لیے ہلاکت کا گڑھا کھودتا ہے، اور کوئی متکبر یا جاہل ہی ایسا کرسکتا ہے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو سب سے بڑھ کر علم کے حامل اور وحی الٰہی کی روشنی میں فیصلے کرنے والے تھے، اور آپکے علماء صحابہ جیسے سیدنا ابوبکر اور جنکی زبان اور دل پر اللہ تعالیٰ نے حق کو جاری کر دیا تھا یعنی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم جیسی جلیل القدر ہستیاں اپنے معاملات کے مشورے سے چلاتی تھیں تو میں اور آپ کس کھیت کی مولی اور کتنے ذہین وفطین ہیں کہ خود کو مشورے سے مستغنی سمجھیں؟۔

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر مفتی کے پاس ایسے علماء موجود ہوں جنکے علم و دین پر اُسے اعتماد ہے تو اُسے خود سے اپنے آپ کو بڑا کرنے کیلئے فوراً جواب نہیں دینا چاہیئے، بلکہ اس مسئلے پر اہل علم سے مشورہ کرنا اور مدد لینی چاہیئے، اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو یہ جہالت کی علامت ہے۔ (اعلام الموقعین ۴/۲۵۶)۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں :

''إِنْ كُنْتُ لَأَسْأَلُ عَنِ الْأَمْرِ الْوَاحِدِ ثَلَاثِينَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیس صحابہ رضی اللہ عنہم سے سوال کیا کرتا تھا''

(سیر أعلام النبلاء ۳/۳۴۴، ذہبیؒ کہتے ہیں: اسکی سند صحیح ہے)

علامہ بن عبد الرحمن السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

غور وفکر اور مشاورت یہ دو باتیں درست بات تک پہنچنے کا سب سے بڑا سبب ہیں، انکے نتیجے میں انسان نقصان سے بچ جاتا ہے، اور انکے ذریعے انسان اس ندامت سے بھی محفوظ رہتا ہے جو جلد بازی اور بے سمجھی کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے۔ (تفسیر السعدی /۱۵۰)

یہ بات بھی جان لینی چاہیئے کہ مشورہ باریک اور دقیق مسائل پر ہوتا ہے، جبکہ وہ امور جو

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

بالکل واضح اور عیاں ہوں اُن پر مشورے اور غور وفکر میں وقت برباد کرنے کی بجائے فوراً عملی اقدام اٹھانا چاہیئے۔

علامہ بن عبد الرحمٰن السعدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَإِنَّمَا الَّتِیْ تَحْتَاجُ إِلٰی مُشَاوَرَةِ الْأُمُوْرِ الْخَفِیَّةِ الَّتِیْ لَا تُعْلَمُ حَقِیْقَتُهَا وَلَا مَنْفَعَتُهَا" (تفسیر السعدی /۱۴۹)

صدیقہ بنت صدیق ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا طرزِ عمل دیکھئے کہ جب آیت تخییر نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: اپنے والدین سے مشورہ کئے بغیر جلدی کوئی فیصلہ مت کرنا۔ تو اُنہوں نے جواب دیا: اس بات میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟ (یعنی اس میں مشورے کی ضرورت نہیں)۔

یقیناً میں اللہ، اُسکے رسول اور آخرت کے گھر کی طلبگار رہوں۔ (بخاری (۴۷۸۵)

بعض دعوتی جماعتوں کے قائدین علماء کو مشورے کے قابل نہیں سمجھتے اور اسی وجہ سے وہ دین ودنیا کے فساد کا باعث بنتے ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

شاید اسکا سبب یہ ہے کہ انہیں یہ وہم ہے کہ ہمارے علماء کے پاس "فِقْهُ الْوَاقِع" (یعنی موجود حالات کا علم) نہیں، جبکہ وہ خود کو فقیہ الواقع سمجھتے ہیں، حالانکہ انجام کار نے یہ ثابت کردیا ہے کہ فقیہ الواقع کون ہے، فقہ الواقع پر لکھنے اور بات کرنے والے بعض لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ انگریزی اور فرانسیسی مصادر سے دلائل پیش کرتے ہیں حالانکہ وہ خود انگریزی اور فرانسیسی میں فرق تک نہیں کرسکتے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے بعض اعوان ومددگار ہیں جو انکے لیے یہ حوالے جمع کرتے ہیں۔

ان لوگوں نے اس امت کو اسکے علماء سے کاٹ دیا ہے، جسکے نتیجے میں شر وفساد پھیلتا چلا جارہا ہے، انکی منہج میں انحراف کیلئے یہی بات کافی ہے، انہوں نے علماء کرام کو صرف فقہی احکام اور عقائد کیلئے مختص کررکھا ہے، اور جہاں تک ملکوں اور قوموں سے متعلقہ مصالح وفساد اور واقع کی بات ہے تو اسکے لیے انکے نزدیک دوسرے شہوار قابلِ اعتماد ہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

کہاں ایک شخص کی عملی خرابی کا نقصان اور کہاں پوری جماعتوں کی کوتاہوں سے مرتب ہونے والے دین ودنیا کے مفاسد اور نقصانات؟

ان لوگوں کے ہاں علماء کی تعظیم صرف احکام وعقائد تک محدود ہے، واقع اور انکار علی المنکر کے حوالے سے یہ لوگ علماء کی کوئی قدر وقیمت نہیں جانتے نہ انکی طرف رجوع کرتے ہیں اور نہ انکی طرف التفات کرتے ہیں۔

یہ لوگ متکلمین سے حد درجہ مشابہت رکھتے ہیں جو فقہی امور میں ائمہ مذاہب کی تعظیم کرتے ہیں جبکہ اصولِ دین میں ان پر اعتماد نہیں کرتے۔

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''متکلمین کے نزدیک بعض اعتبار سے نبی بھی ائمہ مذاہب (مثلاً ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ، سفیان ثوری، لیث بن سعد، اوزاعی، داؤد بن علی وغیرہ) کے مشابہ ہوتا ہے۔

یہ متکلمین شریعت کے عملی اور فقہی مسائل میں تو ان لوگوں کی تعظیم کرتے ہیں لیکن علمِ کلام اور اصولِ دین مثلاً مسائل توحید، صفات، تقدیر، نبوات، معاد وغیرہ میں ان ائمہ کرام کی موافقت کو لازم نہیں جانتے، بلکہ بعض اوقات تو اپنے شیوخ متکلمین کو ان سے افضل قرار دیتے ہیں، اور کبھی کہتے ہیں کہ یہ لوگ بھی ان مسائل سے واقف تھے لیکن انہوں نے ان مسائل پر ہمارے شیوخ متکلمین کی طرح کھل کر بات نہیں کی''

(الرد علی المنطقیین ٤٤٤/٤٤٣)

۴۳۔اہل باطل کی حیلہ سازیاں

باطل کے پلے میں کوئی صحیح دلیل تو ہوتی ہی نہیں، لہٰذا اہل باطل کو اپنے کھوٹے سکے مارکیٹ میں چلانے کیلئے طرح طرح کی حیلہ سازیوں کا سہارا لینا پڑتا ہے جن سے کمزور بصیرت رکھنے والے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

شیخ الاسلام ابن تیمیہ ؒ فرماتے ہیں: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ باطل پر کوئی صحیح دلیل قائم نہیں ہو سکتی، نہ عقلی طور پر اور نہ شرعی طور پر۔

خواہ اسکا تعلق خبر سے ہو یا طلب سے۔

کیونکہ صحیح دلیل تو مدلول علیہ کی صحت کو مستلزم ہے۔

اگر باطل پر صحیح دلیل قائم ہو جائے تو اُسکا حق ہونا لازم آتا ہے، اور یہ دو ضدوں کو جمع کرنے کے مترادف ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی چیز موجود بھی ہو اور معدوم بھی۔

(الجواب الصحيح لمن بدل دين المسيح ۲۶۰/۳)

شریعت مطہرہ میں حیلہ سازی کو ممنوع اور سخت گناہ قرار دیا گیا ہے، حیلہ ساز یہود سے مشابہت رکھتا ہے۔

عز بن عبد السلام ؒ فرماتے ہیں: اس شخص میں کوئی خیر وبھلائی نہیں جو اپنے مذہب کے ضعیف اور دلائل صواب سے دوری کے باوجود حیلہ جوئی کرتا ہے اور کتاب وسنت یا اجماع کو اپنی فاسد تاویلات اور نادر جوابات کے ذریعے غلط معانی پہنانے کی کوشش کرتا ہے۔(الفوائد في اختصار المقاصد / ۱٤٤)

اہل باطل اپنے مؤقف کی ترویج کیلئے اپنی تحریر وتقریر اور اہل حق کے ساتھ مناظروں میں نئے نئے حیلے اختیار کرتے ہیں، انکے حیلوں کا استقصاء واحاطہ ناممکن ہے، کیونکہ انکے حیلے شیطان کی وحی کا نتیجہ ہوتے ہیں اور شیطان لوگوں کی گمراہی کا وسیع تجربہ اور لاتعداد حربے رکھتا ہے۔

یہاں ہم اہل باطل کے اہم اور بڑے حیلوں کا تذکرہ کریں گے جو وہ لوگوں کو حق سے دور رکھنے کیلئے استعمال کرتے ہیں:

اَ۔ باطل کی تردید پر مبنی کتابوں کو بُرا بھلا کہنا

کیونکہ ردود کے نتیجے میں انکا پول کھلتا ہے اور لوگوں پر انکی غلطیاں آشکار ہوتی ہیں لہذا

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

آپ دیکھیں گے کہ اہل باطل لوگوں کو ردود پر مبنی کتابیں پڑھنے سے روکتے اور نفرت دلاتے ہیں۔

اس حوالے سے انکا ایک حیلہ تو یہ ہوتا ہے کہ وہ ان ردود کو ہم پلہ معاصرین کی چپقلش قرار دیتے ہیں کہ جسکی طرف التفات نہیں کرنا چاہئیے، اور جسے بیان کرنے کی بجائے لپیٹ کر رکھ دینا ضروری ہوتا ہے۔

یہ انکی واضح تدلیس ودھوکہ بازی ہے، یہ ٹھیک ہے کہ ہم پلہ معاصرین کی باہمی چشمک غیر معتبر ہوتی ہے لیکن یہ لازم ہے کہ علماء سے صادر ہونے والے مبنی بر رد کلام کی تحقیق کی جائے جیسا کہ سلف صالحین نے تحقیق کی اور نہایت کثیر تعداد میں معاصرین کے کلام کو قبول بھی کیا، اور ان علماء کی امت سے خیر خواہی اور منکر کے انکار پر سلف صالحین انکے شکر گذار بھی ہوئے۔

معاصرین کے اُس کلام کو علماء کرام نے غیر معتبر قرار دیا ہے جب مندرجہ ذیل امور ثابت ہوں:

۱۔ تنقید میں منفرد ہونا اور باقی علماء کا اس نقد و جرح کا متابعت نہ کرنا۔

۲۔ کسی صحیح دلیل کا سہارا لیے بغیر بے تکے انداز میں رد کرنا۔

۳۔ رد کرنے والے اور جس پر رد کیا جا رہا ہے، دونوں کا علم میں برابر ہونا، لفظ "اُقران" سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔

بعض سے ردود جنہیں معاصرین کی چپقلش کا نتیجہ قرار دیا جاتا ہے اُن پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن میں یہ امور معدوم ہیں، اور انہیں کلامِ اقران قرار دینا محض تعصب مذموم اور مردود علیہ کی بے جا حمایت کا نتیجہ ہے۔

اور لوگوں کو کتب ردود سے روکنے کیلئے انکا ایک حیلہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ ان کتابوں کے متعلق کہتے ہیں کہ ان سے مسلمانوں کے اتفاق واتحاد میں دراڑیں پڑتی ہیں، دل سخت ہوتے ہیں، یہ علم سے عاری ہوتی ہیں، ان میں زندوں اور مردوں کو بُرا بھلا کہا جاتا ہے،

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

لوگوں کی غیبت اور عیب تلاش کیے جاتے ہیں۔

حالانکہ یہ سب دھوکہ دہی اور تلبیس ہے، کیونکہ ان کتابوں میں جن غلطیوں اور گمراہیوں کو بے نقاب کیا جاتا ہے وہ شخصی برائیاں نہیں، بلکہ ایسا کلام ہے جو شریعت کی طرف منسوب کیا گیا ہے جبکہ شریعت اس سے بری ولا تعلق ہے، اور یہ کلام پیش کرنے والے نے بھی چھپ کر یہ نہیں کیا، بلکہ علی الاعلان اسے نشر کیا ہوتا ہے، لوگوں کو اسکی دعوت دی جاتی ہے، اور اسکے ذریعے شریعت محمدی کا چہرہ مسخ کیا جاتا ہے۔

لہذا ردود پر مبنی کتابیں انتہائی مفید ہیں، دین اسلام اور شریعت مطہرہ کو لوگوں کی لگائی ہوئی تہمتوں اور الزامات سے پاک رکھنے کیلئے ناگزیر اور اللہ، اُسکے رسول اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی کیلئے ضروری ہیں۔

○ امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تصنیف جسے تصنیف کہنا چاہیئے، اور تالیف جو اہلِ علم کی شان کے لائق ہے وہ تالیف ہے جس میں علماء اللہ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داری کو ادا کرتے ہوئے حق کو دوٹوک بیان کریں حق کو غالب اور باطل کو رسوا کریں، دلائلِ حق کے ذریعے بدعات کو ملیا میٹ کریں اور تعصب کی رسیاں کاٹ ڈالیں، اسلام کے دلائل بینات اور ہدایت وارشادات لوگوں کے سامنے واضح کریں، انصاف کی طرف رہنمائی میں مبالغہ کریں کتاب وسنت پر عمل کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا کریں، اور محض رائے، ردی باتوں اور کھوٹے اجتہاد کی پیروی سے نفرت دلائیں۔

(أدب الطلب ومنتهى الأدب ۱۸)

اگر آپ دین میں کتبِ ردود کی اہمیت جاننا چاہیں، اور اس اصل کو ضائع کر دینے کے مفاسد کا اندازہ لگانا چاہیں تو علامہ بکر بن عبداللہ ابو زید کی کتاب ''الرد علی المخالف من اصول الدین'' کا مطالعہ کیجئے، یہ انتہائی مفید کتاب ہے۔

(ب) حق اور اہل حق کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنانا۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

یہ بھی اہلِ باطل کا ایک حیلہ ہے جسکے ذریعے وہ لوگوں کو اہلِ حق کیساتھ میل جول اور بات چیت سے روکتے ہیں اس طرح حق اور لوگوں کے درمیان دوریوں اور نفرتوں کے پردے حائل کر دیتے ہیں، جب کسی عام آدمی کے سامنے اہلِ حق پر طعن و تشنیع کی جائے اور ایک زبان ہو کر انہیں بُرا بتلایا جائے تو وہ بیچارہ بھی اہلِ حق سے نفرت کرنے لگتا ہے اور انکے پاس بیٹھنے سے بدکتا ہے جسکے نتیجے میں عام لوگ خیر سے محروم ہو جاتے ہیں اور معرفتِ حق کا باب اُن پر بند ہو جاتا ہے۔

انبیاء کے دشمنوں نے انبیاء و رسل کیساتھ بھی یہی کچھ کیا تھا، بدترین اوصاف اور خبیث ترین القابات سے انہیں نوازتے تھے، مشرکین مکہ نے ہمارے پیارے نبی محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر، پاگل، جھوٹا اور جانے کیا کچھ نہیں کہا تھا، اور اپنے انہی اسلاف کی روش اپنائی تھی جنکے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿كَذٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ﴾ (الذاریات/۵۲)

''اسی طرح جو لوگ ان سے پہلے گذرے، انکے پاس جو بھی رسول آیا تو انہوں نے بس یہی کہا کہ (یہ) جادوگر ہے یا دیوانہ''۔

اہلِ باطل نے انبیاء کے وارثین کے ساتھ بھی یہی کچھ کیا اور انہیں حشویہ، مجسمہ اور مشبہہ جیسے القاب دیئے۔

ابو عثمان الصابونی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل بدعت نے اہل سنت کو جن القابات سے پکارنے کا وطیرہ بنا رکھا ہے اس حوالے سے میں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے وہی انداز اختیار کیا ہے جو مشرکینِ مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنایا تھا وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مختلف اقوال کہا کرتے تھے، کوئی جادوگر کہتا، کوئی کاہن کہہ کر پکارتا، کوئی شاعر ہونے کا بہتان باندھتا، کوئی دیوانہ قرار دیتا اور کوئی اپنی طرف سے باتیں گھڑ لینے والا جھوٹا اور مفتری جیسے بُرے القاب سے آپکی ذات گرامی کو نشانہ بناتا۔ حالانکہ نبی کریم

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

صلی اللہ علیہ وسلم کا تو ان عیوب سے دور کا بھی کوئی واسطہ اور تعلق نہ تھا۔

آپ تو اللہ رب العزت کے چنیدہ وپسندیدہ رسول تھے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ﴾ (الاسراء/۴۸)

"دیکھیے! وہ آپکے لیے کیسی مثالیں بیان کرتے ہیں وہ گمراہ ہوگئے، لہٰذا وہ راستہ نہیں پاسکتے" (عقيدة السلف أصحاب الحديث ۱۶۹، ۱۷۰)

اسی طرح بدعتی لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور سنتوں کو گلے کا ہار بنا لینے والے اُصحاب الحدیث کہ جنکی زندگی کا مقصد ہی احادیث کو روایت کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء اور پیروی کرنا ہے یہ بدعتی لوگ انہیں بھی بُرے بُرے القاب دیتے ہیں، حالانکہ اصحاب الحدیث ان تمام القابات وعیوب سے بری اور پاک صاف ہیں۔

یہ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روشن سنتوں اور پیاری سیرت کے حامل لوگ ہیں جو شریعت کے واضح اور محکم دلائل کے پیرو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے صراط مستقیم کے وارث ہیں۔

صوفیوں کا ایک طریق واردات یہ بھی ہے کہ وہ ائمہ ہدایت کے متعلق یہ افواہیں پھیلاتے ہیں کہ یہ تو دنیا دار لوگ ہیں جو آخرت کو فراموش کر کے دنیاوی چکاچوند کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں تاکہ لوگ علماء اہل سنت سے دور ہو جائیں۔

امام شاطبی رحمہ اللہ ان لوگوں کے متعلق کہتے ہیں: جب ان صوفیوں کو کوئی عامی اور جاہل شخص مل جائے تو اُسکے ذہن میں شریعت مطہرہ کے متعلق اشکالات پیدا کرتے ہیں یہانتک کہ اُسکے دین کو اسکے لیے شکوک بنا کر اُسے ڈگمگا دیتے ہیں، اور پھر جب اُسے حیرت واضطراب کا شکار دیکھتے ہیں تو تدریجاً اپنی بدعات کی طرف بلاتے ہیں، اور اہل علم کی مذمت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ تو اہل دنیا ہیں جو دُنیا کے حصول میں مگن ہیں، اور یہ (صوفیوں کا) گروہ تو اللہ کا کنبہ اور اسکے خاص لوگ ہیں۔ (الاعتصام ۲/ ۱۵۱)

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

(ج) باطل کو حق کے لبادے میں پیش کرنا

بظاہر شرعی الفاظ واصطلاحات استعمال کر کے بھی سادہ لوگوں پر ڈورے ڈالے جاتے ہیں کیونکہ عام لوگ تو صرف ظاہری الفاظ پر اعتبار کر لیتے ہیں اور ان الفاظ کے پیچھے چھپی حقیقت پر غور کرنے کی زحمت نہیں کرتے۔

لہٰذا اس حوالے سے بھی محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔

البتہ محققین پر یہ حیلہ سازیاں کارگر نہیں ہوتیں، کیونکہ وہ چیز کا کھوج لگاتے اور کھرے کھوٹے میں تمیز کر کے عوام الناس پر حقیقت آشکار کرتے ہیں۔

جب خوارج نے "اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ" کا نعرہ لگا کر صحابہ کرام کی تکفیر کی، تو امیر المؤمنین علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ نے بصیرت افروز جواب دیتے ہوئے فرمایا: "كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيْدَ بِهَا الْبَاطِلُ" (صحیح مسلم)

"یہ کلمہ تو برحق ہے لیکن اسکے ذریعے باطل کا ارادہ کیا گیا ہے"

ابن قیم رحمہ اللہ ان لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں: جہمیہ نے اپنا نظریہ تعطیل صفات اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کے قالب میں پیش کیا، اور منافقین نے اپنا نفاق احسان وتوفیق اور معاشی عقل کے رنگ میں ظاہر کیا۔

جبکہ ظالم وجابر لوگ اپنے ظلم وعدوان کو سیاست کا نام دیتے ہیں، اور ٹیکس خور اپنی حرام خوری کو مجاہدین کی امداد سرحدوں کی حفاظت اور قلعوں کی تعمیر کے پردے میں چھپاتے ہیں۔

روافض اپنے کفر والحاد اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تبرا کو اہل بیت سے محبت اور تعلق کا نتیجہ گردانتے ہیں۔

اباحیت پسند صوفی اپنی بدعات وخرافات پر فقر وزہد اور معارف واحوال کا خول چڑھا کر پیش کرتے ہیں۔

وحدت الوجودی اپنے عظیم ترین کفر والحاد کو توحید کا جامہ پہناتے ہیں اور کہتے ہیں: وجود

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

صرف ایک ہے دو نہیں۔صرف اللہ تعالیٰ کا وجود۔
کوئی خالق ومخلوق، رب اور بندہ نہیں، بس تمام وجود ایک ہے۔
اور انکے نزدیک یہی رب تعالیٰ کی حقیقت ہے۔

قدری لوگ اپنے تقدیر سے انکار کو عدل قرار دیتے ہیں کہ اگر بندے کے افعال اللہ کی تقدیر سے ہوتے ہیں پھر تو نعوذ باللہ اللہ تعالی کا ظالم ہونا ثابت ہوتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ تو عادل ہے۔

جہمیہ اللہ تعالیٰ کی صفات کمال کے انکار کو عین توحید قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا سمع وبصر، قدرت، حیات، ارادہ اور کلام وغیرہ مان لیا جائے، پھر تو اللہ تعالیٰ واحد نہ ہوا، بلکہ کئی اِلٰہ ہوگئے۔

فاسق وفاجر لوگ جو اپنی گمراہیوں اور خواہشات میں سرمست رہتے ہیں اگر اُن سے بات کی جائے تو وہ بھی دلائل رکھتے ہیں اور جھٹ سے کہتے ہیں کہ اللہ بہت مہربان ہے، ہمیں اُسکی رحمت کی امید ہے، ہم اللہ پر حُسن ظن رکھتے ہیں۔
وہ ہم جیسے گناہ گاروں کو نہ بخشے ...... یہ اُسکی سخاوت ومہربانی عفو وکرم اور شانِ بے نیازی کے خلاف ہے۔

خوارج نے ائمہ حق کے خلاف قتال پر "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کا لیبل چسپاں کیا۔
اسی طرح دیگر بدعتی لوگ بھی اپنی اپنی بدعتوں کو مختلف خول چڑھا کر پیش کرتے ہیں، حتی کہ مشرکین بھی اپنے شرک کو اللہ کی تعظیم قرار دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو بہت اونچی شان والا اور بلند وبرتر ذات ہے، بھلا سفارشیوں اور واسطوں کے بغیر اُس تک کیسے پہنچا جا سکتا ہے۔
کسی بھی باطل پرست کیلئے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ حق کے قالب میں پیش کیے بغیر اپنے باطل کو فروغ دے سکے۔ (إغاثة اللهفان ۲/ ۸۱، ۸۲)

(د) جھوٹ کو اپنے لیے روا کر لینا

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

جھوٹ منافقین کی ذلیل ترین صفات میں سے ہے، جو کبیرہ گناہ ہے، سوائے جنگ، میاں بیوی کی باہمی گفتگو، اور دو ناراض بھائیوں میں صلح کروانے کے علاوہ کسی حالت میں جھوٹ جائز نہیں۔

جو شخص اُسکے علاوہ دیگر امور میں بھی جھوٹ کو جائز سمجھتا ہے وہ اللہ پر بہتان باندھتا اور بغیر دلیل و حجت کے نصوصِ شریعت پر اضافہ کرتا ہے جھوٹ کی قباحت و برائی کسی پر مخفی نہیں، لیکن اسکے باوجود دعوت الی اللہ کا بیڑا اُٹھانے والے بہت سے لوگوں نے جھوٹ کو اپنا منہج اور شعار بنالیا ہے، اور مصلحتِ دعوت کے نام پر بے دریغ جھوٹ بولتے چلے جاتے ہیں، لہٰذا آپکو انکی صفوں میں پھیلی ہوئی اس دروغ گوئی پر تعجب نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ انکی بنیاد ہی جھوٹ پر ہے۔

لوگوں کو حق سے روکنے کیلیۓ بعض تنظیمیں جھوٹ کا حیلہ اپناتی ہیں، اپنے آپ کو صحیح الزامات سے بری ثابت کرنے کیلیۓ اپنی تنظیم کی ترقی کیلیۓ، اور مخالفین پر چڑھائی کیلیۓ بعض تنظیموں کے لوگ صبح شام جان بوجھ کر یا انجانے میں جھوٹ پر جھوٹ بولتے ہیں۔

یہ بالکل معلوم اور مشاہدے کی بات ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ قابل مذمت مناظر کے متعلق بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں بعض اوقات وہ مناظرے بازی میں جھوٹ، بدعت اور ظلم میں مبتلا ہو جاتا ہے، اور اسکے نتیجے میں کئی دیگر برائیوں کا مرتکب بھی ہوتا ہے۔

اور پھر اہل باطل کبھی تو اہلِ حق پر یوں افترا پردازی کرتے ہیں کہ اہلِ سنت کے کلام کو اپنے فہمِ باطل کیساتھ پیش کرتے ہیں، یا اس میں کچھ الفاظ کا اضافہ کر دیتے ہیں، یا اس میں تحریف و تغییر کرتے ہیں، یا پھر اپنی طرف سے ہی کوئی بات گھڑ کر اُنکی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ (درء تعارض العقل والنقل (۷/۱۶۸))

یہ باطل پرست لوگ اہل سنت کے کلام کو اپنے باطل فہم کے مطابق پیش کرتے ہیں، یا پھر اُسکے الفاظ میں اضافہ یا تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں جیسا کہ ہم انکی زبانوں سے سُنتے اور انکی

کتابوں میں دیکھتے ہیں۔

اور پھر بعض ایسے لوگ جو ان ناقلین پر حُسنِ ظن رکھتے ہیں وہ اُنکی اس بہتان طرازی کو اہل سنت سے منسوب کرکے آگے سے آگے نقل کرتے ہیں اور اسکے نتیجے میں یہ لوگ اہل سنت کو ایسی تنقید کا نشانہ بناتے اور ایسے الزامات لگاتے ہیں کہ جن سے وہ بری اور لاتعلق ہیں، اور بعض لوگ قصد وارادے کے بغیر جھوٹ بولتے ہیں، مثلاً اُن اقوال کی حکایت کرتے ہوئے جو انکے عقیدے ومذہب کے خلاف ہوں کیونکہ وہ انکی صحیح معرفت اور پہچان نہیں رکھتے۔ (التسعينية ٢/٥٤٨)

اسی طرح امام صاحب مزید فرماتے ہیں: لوگوں کی بیان کردہ تواریخ ومقالات اور مذاھب میں سے بعض باتیں تو جھوٹ کا پلندہ ہوتی ہے، اور وہ مؤرخین جو آرادہ اور ادیان کی تنقیح کیے بغیر صرف تاریخ ہی لکھتے ہیں اُنکی کتابوں میں بھی جھوٹ اور سچ دونوں جمع ہوجاتے ہیں، اکثر تاریخ کی کتابیں جنکی تنقیح وتہذیب منقولات کی معرفت رکھنے والوں نے نہیں کی انکا یہی حال ہے، اسی طرح وہ کتابیں جن میں لوگوں کے مقالات وآراء اور دیانات کا تذکرہ ہوتا ہے اُن میں بھی جھوٹ اور سچ دونوں ہی قسم کی باتیں شامل ہوجاتی ہیں، اس سے ہماری مراد وہ کتابیں ہیں جو مقالات کی خبر رکھنے والوں کے نقد وجرح کا لحاظ رکھے بغیر یونہی لکھ دی گئی ہوں، البتہ دیندار سیرت نگاروں میں جان بوجھ کر جھوٹ کا استعمال بہت کم ہی کہیں ہوا ہے۔ (الرد علی البکری ۱/۱۸۱)

اہلِ باطل کیونکر اس بات سے خوفزدہ ہوتے ہیں کہ اگر اہلِ سنت کا کلام اپنی اصل صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے تو پاکیزہ فطرت لوگ اُسے فوری قبول کرلیتے ہیں لہٰذا وہ اہل سنت کے کلام کو بگاڑ کر پیش کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی انسان جان بوجھ کر جھوٹ نہ بھی بولے اور دوسروں کے بعض اقوال کو نہ بھی چھپائے، تب بھی ظاہر ہے کہ وہ جس مذہب کے بگاڑ کا خواہشمند ہے، اسکی دلیلوں کو احسن طریقے سے کیونکر پیش کرسکتا ہے؟ خصوصاً جبکہ وہ

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اس مذہب سے ازلی بیر بھی رکھتا ہو؟ (نقض تاسیس الجھمیة ۱/۱۸۱)

اور بعض لوگ جو اہل سنت کے موقف سے جاہل ہوتے ہیں، وہ اپنی جہالت کی بناء پر اہل سنت سے غلط سلط باتیں منسوب کرتے ہیں۔

شیخ مقبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

(عَدَمُ الْإِحَاطَةِ بِمَذْهَبِ الْخَصْمِ لِعَدَمِ صَرْفِ الْهِمَّةِ إِلَيْهِ فَيَجْهَلُ عَلَيْهِ، شَنْشَنَةٌ مِنْ عَدَمِ الإِنْصَافِ الَّذِيْ هُوَ أَصْلُ الْخِلَافِ" .

"کیونکہ انسان کی طبیعت وارادہ مخالف کے دلائل کی طرف توجہ دینے پر آمادہ نہیں ہوتا، جسکے نتیجے میں مخالف کے مذہب کا احاطہ کیے بغیر اس پر چڑھائی کر دینا عدمِ انصاف پر مبنی وطیرہ ہے، اور یہی تمام اختلافات کی جڑ ہے"۔ (العلم الشامخ / ۲٦۰)

(ذ) مخالف کو کم فہم کہنا

اہلِ باطل کا ایک حیلہ یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ دلائل کا تجزیہ کرنے کے بجائے اپنے کھوٹے سکوں (باطل) کو رد کرنے والوں کو کم فہم، بے وقوف اور کم عقل جیسے اوصاف سے نوازتے ہیں۔

شیخ الاسلام رحمہ اللہ متکلمین کے متعلق بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب کوئی طالب علم انکے پاس چلا جائے اور انکی اصطلاحات واندازِ کلام سے فطری وحشت محسوس کرتے ہوئے اُن پر اعتراض کرے تو یہ لوگ اُسے کہتے ہیں: تم ان باتوں کو نہیں سمجھتے، اور نہ ہی سمجھ سکتے ہو۔

اسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نفس میں موجود حمیت وخودداری لوگوں کو اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ تحقیق کے بغیر متکلمین کی غلط باتیں قبول کرلیں اور اس ڈر سے اُن پر اعتراض ہی نہ کریں کہ وہ انہیں کم علمی وکج فہمی کی طرف منسوب کریں۔ (درء تعارض العقل والنقل ۱/۲۹۵)

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

(و) مجملات کا استعمال

یہ اہل بدعت کا طریق کار ہے کہ مجمل باتیں استعمال کر کے جاہل لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، مجمل لفظ استعمال کرتے ہیں جسے حق اور باطل دونوں پر محمول کیا جاسکتا ہو، اور اسکی تفصیل بیان نہیں کرتے، کیونکہ تفصیل سے حقیقت سامنے آجاتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "فَإِذَا وَقَعَ الْإِسْتِفْصَالُ وَالْإِسْتِفْسَارُ، انْكَشَفَ الْأَسْرَارُ، وَتَبَيَّنَ اللَّيْلُ مِنَ النَّهَارِ".

"جب (مجمل کی) تفصیل ووضاحت طلب کی جائے تو حقیقت کے بھید کھل جاتے ہیں، اوررات دن سے نمایاں ہوجاتی ہے" (التسعینیة ۲۱۷/۱)

اسی طرح آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بات بھی جاننے کے لائق ہے کہ نصاریٰ اوران جیسے غالی لوگوں مثلا غالی صوفیوں اورشیعہ وغیرہ کی گمراہی کا سبب تین چیزیں ہیں: جن میں سے ایک وہ متشابہ ومجمل الفاظ ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام سے منقول ہیں، یہ لوگ صریح اور محکم الفاظ کو چھوڑ کر مجمل ومتشابہ الفاظ کا سہارا لیتے ہیں، جہاں کہیں کوئی متشابہ لفظ سن لیں تو بس اسی کو تھام لیتے ہیں اور اُسے اپنے مذہب پر محمول کرتے ہیں اگر چہ وہ اُنکے مذہب کی دلیل نہیں ہوتا۔

اور وہ تمام صریح الفاظ جو انکے اس مذہب کے خلاف ہوں، تو یہ لوگ یا تو انکو ماننے سے ہی انکار کردیتے ہیں یا پھر انکی تاویل کرتے ہیں۔

گمراہ لوگوں کا شروع سے یہ شیوہ ہے کہ دلائل عقلی ونقلی میں سے متشابہ کی پیروی کرتے اور محکم وصریح سے روگردانی کرتے ہیں۔

(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح ۳۱۷/۳۱۶/۱)

مجمل کی اتباع کرنا بھی حق سے دوری کا ایک سبب ہے، اور یہ صرف اللہ اور اُسکے رسول کے کلام کیساتھ ہی مختص نہیں، بلکہ علماء کے اقوال میں سے مجمل کی اتباع بھی گمراہی کا ایک

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

بڑا سبب ہے خصوصا جبکہ انہیں فاسد معانی پر محمول کیا جائے، نصاریٰ کا یہی طریق کار ہے۔

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''وَهٰؤُلَاءِ قَدْ يَجِدُوْنَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ الْمَشَائِخِ كَلِمَاتٍ مُشْتَبِهَةً مُجْمَلَةً فَيَحْمِلُوْنَهَا عَلَى الْمَعَانِي الْفَاسِدَةِ كَمَا فَعَلَتِ النَّصَارٰى فِيْمَا نُقِلَ لَهُمْ عَنِ الْأَنْبِيَاءِ فَيَدَعُوْنَ الْمُحْكَمَ وَيَتَّبِعُوْنَ الْمُتَشَابِهَ''

''اور یہ لوگ بعض اوقات کچھ مشائخ کے کلام میں سے مشتبہ اور مجمل کلمات پا لیتے ہیں، تو انہیں فاسد معانی پر محمول کرتے ہیں، جیسا کہ نصاریٰ نے انبیاء سے منقول کلام کے حوالے سے یہ وطیرہ اپنایا۔

چنانچہ یہ لوگ محکم کو چھوڑ کر متشابہ کی پیروی کرتے ہیں'' (مجموع الفتاویٰ ۲/۳۷۴)

لہٰذا ضروری ہے کہ ایک عالم کی مجمل بات کو اُسکے باقی اقوال کیساتھ ملا کر اُنکی روشنی میں دیکھا جائے اور اس مسئلے پر اُسکے تمام اقوال جمع کیے جائیں تا کہ اشکال زائل ہو اور اس مجمل قول سے عالم کی مراد واضح ہو سکے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

متکلم کے بعض کلام کی تفسیر اور وضاحت اُسی کے بعض کلام سے کرنا واجب ہے اس مقصد کیلئے مختلف جگہوں سے اسکے کلام کو لیا جائے گا، اور کسی خاص لفظ سے اسکی مراد کیا ہوتی ہے؟ اس حوالے سے اُسکی عادت معلوم کی جائے گی، اور جب الفاظ ومعانی کے استعمال میں اسکی عادت اور عُرف معلوم ہو جائے تو اُسکے کلام کو سمجھنے کیلئے اس سے مدد لی جائیگی۔

اسکے برعکس اگر متکلم کی عادت کے خلاف اُسکے کسی لفظ کو کسی اور معنٰی پر محمول کیا جائے جبکہ متکلم اس لفظ کو اس معنٰی میں استعمال نہ کرتا ہو، تو یہ سراسر اسکے کلام میں تحریف، اُسکے مقاصد میں تبدیلی اور اُس پر جھوٹ باندھنے کے مترادف ہوگا۔

(الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح ۲/۲۸۸)

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

(ز) منسوخ نصوص اور علمآء کے اُن اقوال کیساتھ چمٹے رہنا جن سے وہ خود بھی رُجوع کر چکے ہوں۔

باطل پرستوں کا ایک حیلہ یہ بھی ہے کہ یہ لوگ محکم اور غیر منسوخ احکامات کو چھوڑ کر منسوخ کو اپناتے ہیں، اور اسی طرح علمآء کرام کے اُن اقوال کو اختیار کرتے ہیں جنکا ضعف واضح ہو جانے کے بعد خود اُن علمآء نے بھی انہیں ترک کر دیا ہوتا ہے، لیکن یہ باطل پرست لوگ یوں ظاہر کرتے ہیں۔

گویا یہ ان علمآء کے مستقل اقوال ہوں۔

اسکی مثال "اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ" والی حدیث ہے، جو دوسری حدیث کی وجہ سے منسوخ ہوگئی ہے کہ جس میں صرف "التقاء الختانین" کو غسل کا موجب قرار دیا گیا ہے،۔

حافظ ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عموماً جن صحابہ کرام سے "اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ" والی روایت بیان کی گئی ہے خود اُن سے ہی اسکے خلاف "التقاء الختانین" سے غسل والی روایت بھی بیان کی گئی ہے، ان میں عثمان، علی سعد بن اُبی وقاص، ابن مسعود، ابن عباس، زید بن ثابت، اُبی بن کعب، اور رافع بن خدیج رضی اللہ عنہم اجمعین شامل ہیں۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے اپنے سابقہ قول سے رجوع کر لیا تھا، "اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ" کا نسخ علمآء کرام کے درمیان مشہور و معروف ہے، اور کسی نے بھی اسکے برعکس مؤقف نہیں کیا۔ (فتح الباری ۱/۳۸۷)

پھر حافظ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جھگڑالو مخالفین بعض اوقات اُن احادیث سے استدلال کرتے ہیں جن سے اُنکے راوی بھی رُجوع کر چکے ہوتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ مخالف احادیث کے مقابلے میں، اور بعض اوقات تو یوں بھی کہتے ہیں کہ مخالف احادیث کے مقابلے میں زیادہ صحیح سند کی حامل احادیث ہیں، اسی وجہ سے کئی علمآء کرام نے اس قسم کی

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

احادیث کے تذکرے اور بیان کو ناپسند کیا ہے، کیونکہ ایسا کرنے سے بہت سے لوگوں کے دلوں میں شبہات جنم لیتے ہیں۔

(ح) کتمانِ حق

حق بالکل واضح ہوتا ہے، اور اگر حق کو اسکی اصلی شکل میں پیش کیا جائے تو پاکیزہ فطرت لوگ اس پر کسی دوسری چیز کو ترجیح نہیں دیتے۔
اسی وجہ سے اہلِ باطل کی یہ کوشش رہتی ہے کہ حق کو چھپایا جائے اور لوگوں کو اس سے دور رکھا جائے، اہلِ بدعت کی سب سے مشہور علامت یہ ہے کہ وہ اپنی خرافات کا تذکرہ تو خوب کرتے ہیں لیکن حق کو چھپانے اور دبانے کی کوشش کرتے ہیں۔
امام العلل دار قطنی رحمہ اللہ حدیث قلتین کے مختلف بیان کرنے کے بعد امام وکیع رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ''أَهْلُ الْعِلْمِ يَكْتُبُونَ مَا لَهُمْ وَمَا عَلَيْهِمْ وَ أَهْلُ الْأَهْوَاءِ لَا يَكْتُبُونَ إِلَّا مَا لَهُمْ''.
''اہل علم کا شیوہ ہے کہ وہ اپنے حق میں اور اپنے مخالف تمام دلائل لکھتے ہیں، جبکہ خواہش پرستوں کا طریق کار یہ ہے کہ وہ صرف ایسے دلائل لکھتے ہیں جو اُن کے حق میں ہوں ''(سنن دار قطنی)۔
گویا کہ امام دار قطنی یہ تنبیہ کرنا چاہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے علم کے مطابق اس حدیث کے تمام طرق لکھ دیئے ہیں، اور وہ احادیث کی تصحیح و تضعیف اپنی خواہش کی بنیاد پر نہیں، بلکہ انتہائی دیانت داری کیساتھ کرتے ہیں۔
یہ ایک مخفی بیماری ہے، اور مختلف مقالات و مذاہب کے عادی افراد بہت کم ہی اپنا دامن اس سے بچا پاتے ہیں، احکام تو درکنار یہ مرض تو عقائد تک میں سرائیت کر چکا ہے۔
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام حاکم تشیع کی طرف منسوب ہیں، ایک مرتبہ اُن سے مطالبہ کیا گیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت پر کوئی حدیث بیان کریں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

تو انہوں نے کہا: ایسی کوئی حدیث مجھے یاد نہیں آرہی، مجھے یاد نہیں آرہی۔ اس پر لوگوں نے اُنکی پٹائی بھی کی لیکن انہوں نے ایسا کر کے نہ دیا، جبکہ "الأربعین" میں انہوں نے ضعیف بلکہ ائمہ حدیث کے نزدیک موضوع روایات نقل کرنے سے بھی احتراز نہیں کیا، جیسا کہ وہ روایت جس میں عہد توڑنے والوں، ظلم ڈھانے والوں، اور بے دینوں سے قتال کی بات ہے۔ (منهاج السنة ۳۷۳/۷)

اسی طرح شیخ الاسلام رحمہ اللہ امام بیہقی اور امام طحاوی رحمہما اللہ کے متعلق بات کرتے ہوئے فرماتے ہیں: اگر چہ بیہقی نے یہ روایت نقل کی ہے، لیکن اس کی وجہ سے اُن پر انکار بھی کیا گیا ہے، اور اہل علم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے مخالفین کے دلائل مکمل طور پر نقل نہیں کرتے جیسا کہ اپنے حق میں منقول آثار پورے استیعاب کیساتھ روایت کرتے ہیں، اور ایسے آثار سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ اگر انکے مخالفین اُن سے استدلال کرتے تو یہ اُن پر تنقید کرتے اور انکا ضعف بیان کرتے اپنے تمام تر علم اور دین کے باوجود آپ سے یہ فعل اس لیے سرزد ہوا ہے کہ اپنے جیسے دیگر علماء کی طرح آپ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث و آثار کو کسی ایک عالم کے اقوال کے موافق کرنا چاہتے ہیں۔

جو شخص بھی یہ راستہ اختیار کرے اسکے دلائل باطل ہو جاتے ہیں، اور اس پر ایک طرح کا ناحق تعصب ظاہر ہوتا ہے، جیسا کہ وہ لوگ بھی ایسا کرتے ہیں جو آثار و احادیث جمع کرتے اور بہت سے مقامات پر انکی ایسی تاویلات کرتے ہیں جنکا فساد ظاہر ہوتا ہے، اور اسکی وجہ صرف یہی ہوتی ہے کہ صاحب کتاب جس قول کی نصرت چاہتے ہیں، ایسا کرنے سے یہ احادیث و آثار اس قول کے موافق ہو جاتے جیسا کہ شرح الآثار کے مصنف ابو جعفر رحمہ اللہ کرتے ہیں، اگر چہ وہ بیہقیؒ کے مقابلے میں زیادہ آثار روایت کرتے ہیں، لیکن طحاوی رحمہ اللہ کی نسبت بیہقی رحمہ اللہ صحیح وضعیف آثار کے درمیان تمیز اور تنقیح زیادہ کرتے ہیں۔

(مجموع الفتاوی ۱۵۴/۲۴)

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

(ط) اجماع کا دعوٰی کرنا جبکہ اُسکی کوئی حقیقت نہ ہو

کیونکہ باطل کے ثبوت میں کوئی صحیح دلیل قائم ہی نہیں ہوسکتی، لہٰذا اہل بدعت اپنی بدعات کو رواج دینے کیلئے جھٹ اجماع کا دعوٰی کردیتے ہیں، کیونکہ عموماً لوگ اجماع امت سے نکلنے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ حالانکہ اجماع کا دعوٰی انہیں کوئی فائدہ پہنچانے سے قاصر ہے، کیونکہ اجماع تو کتاب وسنت کی دلیل پر ہی قائم ہوتا ہے، اور اجماع اُس دلیل کے وجود پر ایک دلیل ہوتا ہے، عملاً جس مسئلے پر بھی امت کا اجماع ہوا ہے اُس پر نص موجود ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امت نے جس حکم پر بھی اجماع کیا ہے، اُس پر کوئی نہ کوئی نص موجود ہے اجماع دراصل نص کی موجودگی پر دلیل ہوتا ہے، اور وہ نص بھی ایسی نہیں ہوتی کہ جسکے آثار مٹ چکے ہوں، بلکہ وہ ائمہ کے ہاں معروف ہوتی ہے، (منھاج السنہ ۱/۳۴۴)

اسی وجہ سے بہت سے دعوٰی ہائے اجماع دراصل بدعتیوں کا فسانہ ہوتے ہیں۔

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وَلِأَهْلِ الْكَلَامِ وَالرَّأْيِ مِنْ دَعْوَى الْإِجْمَاعَاتِ الَّتِي لَيْسَتْ صَحِيحَةً، بَلْ قَدْ يَكُونُ فِيهَا نِزَاعٌ مَعْرُوفٌ، وَقَدْ يَكُونُ الَّذِي إِجْمَاعُ السَّلَفِ عَلَى خِلَافِ مَا ادَّعَوْا فِيهِ الْإِجْمَاعَ مَا يَطُولُ ذِكْرُهُ".

اہل کلام اور اہل رائے کے کئی دعوٰی ہائے اجماع درست نہیں ہوتے بلکہ کبھی تو ان مسائل میں معروف اختلاف پایا جاتا ہے، اور کبھی تو سلف کا اجماع انکے دعوٰی اجماع کے برعکس ہوتا ہے، ایسے مسائل کی فہرست بڑی طویل ہے۔ (النبوات ۱/۴۷۹)

شیخ الإسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اُن بدعتیوں کی تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جو زیارت قبور کیلئے سفر کو مستحب جانتے ہیں: ان لوگوں نے دونوں گروہوں کے مشترکہ اجماع کو توڑا ہے، اور اسی پر بس نہیں کیا، بلکہ اُسے خلاف اجماع کا دعوٰی بھی تھوپ دیا ہے، اور

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

اب معاملہ یہاں تک پہنچ چکا ہے کہ جو شخص کسی ایک گروہ کا قول اختیار کرتے ہوئے زیارتِ قبور کیلئے سفر کو فقط جائز یا حرام کہے تو یہ بدعتی لوگ اُسے تعذیب کا نشانہ بناتے، اُسے کافر کہنا جائز سمجھتے، اور اُسے قتل کرنے کے درپے ہوتے ہیں، خوارج، روافض اور ان جیسے دیگر جاہل بدعتی لوگ جو سنت اور اجماعِ سلف کے مخالف اور اہل سنت کے دشمن ہیں، یہ اپنے باطل شبہات مثلاً جھوٹی احادیث اور مجمل الفاظ سے استدلال کا سہارا لیکر اپنی بدعتیوں کو پروان چڑھاتے ہیں۔



www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net

خاتمہ

یہ حق سے دوری کے اسباب تھے جو اللہ کے فضل سے اہل علم پر مخفی نہیں، ہمارا مقصود صرف تنبیہ اور اشارہ کرنا ہی تھا، لوگ حق اور باطل کے اختیار اور التزام کے حوالے سے مختلف درجات پر ہوتے ہیں، بعض لوگوں کی گمراہی صرف ایک یا دو اسباب کا نتیجہ ہوتی ہے، جبکہ بعض کیلئے کئی اسباب جمع ہو جاتے ہیں، سب سے بڑا بدعت وہ ہے جو ان میں سے ہر سبب کا شکار ہوا، ہر شخص اپنے نفس سے خوب واقف ہے اور بخوبی یہ جان سکتا ہے کہ اُس میں کیا کیا نقائص اور خرابیاں پائی جاتی ہیں، اسی طرح وہ بندہ بھی سراسر گھاٹے میں ہے جو خود کو حق پر گامزن اور حق کا داعی و متلاشی سمجھتا ہے حالانکہ حقیقت اسکے برعکس، اور اُسکا طرز عمل اسکے برخلاف ہے، پھر بھلا ایسا شخص کیونکر حق کی طرف پلٹ سکتا ہے؟

بہر حال تمامتر بھلائیوں کی کنجی علم، انصاف اور اچھا ارادہ ہے، اور تمام برائیوں کی جڑ جہالت، ظلم اور برا ارادہ ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دُعا گو ہوں کہ وہ مہربان مالک مجھے اور میرے تمام بھائیوں کو حق کی معرفت اور اس پر گامزن رہنے کے اسباب عنایت فرمائے، ہمیں حق کا داعی بنائے، باطل اور اسکے اسباب سے دور رکھے، حق کی طرف پلٹنے والا اور ہر چیز پر حق کو ترجیح دینے والا بنائے، اور تمام تعریفیں تو اللہ رب العالمین کیلئے ہیں۔

www.ircpk.com www.ahlulhadeeth.net